Cute Lovers

by

Hafsa Javed

اسلام علیکم !امید کرتی ہوں کہ آپ سب خیریت سے ہونگے۔الحمدللہ میں بھی ٹھیک ہوں۔میرا نام حفصہ جاوید ہے۔اور میں نئ لکھاری ہوں۔یہ میرا دوسرا مکمل ناول ہے جو میں لکھ رہی ہوں۔اور ایک ناول قسط وار لکھا جارہا ہے۔

میرا یہ ناول لکھنے کا مقصد صرف لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ لانا ہے۔ہم سب جانتے ہیں کہ آج کل خالات کتنے خراب چل رہیں ہیں اور آدھے سے زیادہ لوگ ڈپریشن کا شکار ہیں۔تو مجھے بس ان ڈپریشن کے شکار لوگوں کو کچھ دیر کے لیے ہی پر ڈپریشن سے نکالنا ہے۔یہ ایک مزاحیہ ناول ہے۔ناول کی کہانی تو آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گی تو چلیں وقت برباد کیے بغیر ناول کی طرف بڑھتے ہیں۔امید کرتی ہوں کہ آپ کو یہ ناول پسند آئے گے اور میرا اس ناول کو لکھنے کا مقصد بھی پورا ہو گا۔انشاءاللہ

Cute Lovers

by

Hafsa Javed

یار جلدی جلدی ناشتہ کرو اور یونی چلو اگر لیٹ ہو گئے تو وہ ہٹلر تو ہے ہی ہماری بھوری سلوانے کے لیے۔ وہ منہ میں آخری نوالا ڈالتے بولی۔

ہاں میں نے بھی کمپنی جانا ہے بہت کام ہے یار۔ اور یہ عالیشہ مادام تھی۔ جو ایک فیشن ڈیزائنر ہے۔ اور یہ اپنی خود کی کمپنی چلاتی ہے جس میں کپڑوں کو ڈیزائن کیا جاتا ہے اور تیار کیا جاتا ہے۔ یہ کافی روڈ طبعیت کی مالک ہے ایسا دوسروں کو لگتا ہے جبکہ لوگوں کو کچھ حد تک ٹھیک ہی لگتا ہے۔

ہاں یار کام تو میرا ابھی بہت ہے۔ اور یہ سحر تھی جو یونی میں پرنسپل کی سیکرٹری تھی۔ جی بلکل یونی پرنسپل کی سیکرٹری ان کے کام بھی ان کے جیسے ہیں۔ یہ سمجھدار لڑکی ہے۔

ہاں میرا تو ہو گیا چل عنایہ ہم چلیں ان کا تو چلتا ہی رہے گا۔روحا ٹشو سے ہاتھ اور منہ تھپتھپاتے بولی۔روحا یونی کی طالب علم تھی اور سکینڈ آئیر میں اس کا سکینڈ سمیسٹر چل رہا تھا۔

اے روکو میں بھی آئی۔اور یہ ہیر تھی خوبصورت بھی ہیر کی طرح ہی تھی پر میڈم کی زندگی میں ہیر کے رانجھے جیسے رانجھے کی کمی تھی۔

میرے لیے بھی رکو۔اور یہ تھی زائینہ جو جلدی سے کرسی دھکیل کر اٹھ ہی رہی تھی۔جب سماعتوں میں عنایہ کی آواز ٹکرائی۔

تم،دعا اور سحر آ جانا۔عنایہ اپنی کتابیں تھامتی حال کا دروازہ کھول کر باہر بھاگتی عجلت میں بولی۔

میں بھی چلی تم اور سحر آ جانا۔دعا بھی فوراً اٹھ کر ان کے پیچھے بھاگی۔

یار کس بورنگ بندی کے ساتھ چھوڑ کر جا رہی ہو مجھے؟زائینہ روہانسی ہوئی۔

تم نے کچھ کہا کیا؟سحر نے اسے گھورا۔

نہیں تو۔وہ مسکرا کر سر نفی میں ہلا گئی۔

لو صبح صبح کالی بلی کا منہ دیکھ لیا ہے اب پتہ نہیں دن کیسا جائے گا میرا؟اور یہ محترم تھے عنایہ کے ایک اکلوتے دشمن جنہیں عنایہ میڈم نے ہٹلر کے لقب سے نواز رکھا تھا۔اوران محترم کا اصل نام زیان ہے۔

اوے جنگلی بلے تمہارا دن تو صیح جائے گا میرا موڈ خراب کر دیا صبح صبح۔

یار کیا تم لوگ جب دیکھو لڑتے رہتے ہو چپ کر جاؤ اب۔اور یہ آیان جناب تھے۔ جنہوں نے ان دونوں کی صلح کروانے کا ٹھیکہ لے رکھا تھا۔وہ بھی خود سے ہی آیان ہمیشہ انہیں راضی کروانے کی کوشش کرتا تھا پر وہ دونوں تھے کہ اس کو کسی کھاتے میں ہی نہیں رکھتے تھے۔آیان تھوڑا ٹھرکی قسم کا بندہ بھی تھا۔لیکن ٹھرک صرف ایک ہی لڑکی کے سامنے جھاڑتا تھا۔

میں تو جارہا ہوں تو بھی آجا آیان ورنہ ہام ہاں تجھ گدھے کو الو بنادے گی۔زیان بول کر وہاں سے نکل چکا تھا جبکہ آیان ابھی وہی کھڑا تھا۔

آیان آج انس سر آئے گے کیا؟ دعا جو کہ کتابی کیڑا تھی۔اس لیے اس کی باتیں کالج، سر اور کتابوں سے شروع ہو کر انہیں پر ختم ہو جاتی تھیں۔ویسے یہ وہ پہلی بندی ہے جو ناولز پر کورس کی کتابوں کو ترجیح دیتی ہے۔(ہیں نہ عجیب ؟)

ہاں ضرور آئے گے۔

کیا؟؟ آیان میرا ایک کرو گے ؟ جہاں آیان کی بات سن کر دعا کو تسلی ہوئی وہی عنایہ کے سر پر بم پھوٹا۔

کیا کام ہے ؟آیان نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

آج نہ وہ زائینہ نہیں آرہی اسکی طبعیت خراب ہے تو تم میرا ایک کام کرو مجھے نہ کل والی اسائمنٹ بنادو میری اس کے پاس رہ گئی یے۔عنایہ کو پتہ تھا کہ زائینہ کا نام لینے سے کام ہو جائے گا اس لیے فٹ سے جھوٹ بولا۔

ٹھیک ہے بنا دیتا ہوں۔اور صدا کا پاگل آیان اس کی باتوں میں آ گیا۔

ہیر جا تو دیکھ کہیں زائینہ نہ آ جائیں۔اب عنایہ ہیر کے کان میں گھسی۔

تو تم گھر پر کیا کرتی ہو کام چور گھر پر ڈرامے کم دیکھا کرو نہ اور تھوڑا کام بھی کر لیا کرو۔دعا نے آہستہ آواز میں اسے جھاڑا۔

تو نہ چپ کر آئی بڑی کتابی کیڑا۔

زائینہ آ گئی ہے۔اگلے دس منٹ بعد ہیر نے آ کر خبر دی۔

آیان اسائنمنٹ بن گئی کیا؟ب عنایہ اس نے سر پر پہنچی تھی۔

ہاں بن گئی۔ارے زائینہ تم آ گئی عنایہ تو کہہ رہی تھی کہ تم نہیں آؤ گی۔آیان عنایہ کو اسائنمنٹ تھما رہا تھا جب نظر سامنے سے آتی زائینہ پر پڑی تو اسے بھی مخاطب کیا۔

ہاں لیکن اب آ گئی ہوں نہ اور تم تو ہٹو سامنے سے۔وہ اسے دھکا دیتے آگے بڑھ گئی۔

تھینک گاڈ کے آگئی یہ۔آیان بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکرا کر گویا ہوا۔(ٹھرکی نہ ہو تو)

سر وی آر کم ان؟جلدی جلدی کرتے بھی یہ لوگ کاس میں پہنچنے تک لیٹ ہو گئے تھے۔جبکہ آیان لوگ پہلے ہی کلاس میں بیٹھے تھے۔دعا نے اجازت طلب کی۔

یس وائے ناٹ؟سر انس نے اجازت دی تو وہ اندر آئی اور سر پھر بولے۔

ویسے تم لوگ اتنے لیٹ کیوں ہو؟

سر یہ عنایہ ہی لیٹ کرتی ہے۔ہیر نے سارا الزام عنایہ پہ لگایا۔

اے جھوٹی میں کب لیٹ کرتی ہوں؟عنایہ تو لڑنے پر ہی اتر آئی۔

ویسے بھئیا یہ کالی بلی نے ہی لیٹ کرواتی ہو گا۔زیان کی زبان پر کھجلی ہوئی تو اس نے بھی اپنی زبان کے جوہر دکھائے۔

میں نے تم سے پوچھا نہیں نہ؟اور کالج میں سر بھائی نہیں۔انس نے اسے ڈپٹا۔

اور ہاں تم خر گوش کے منہ والے مجھ سے زیادہ پنگے نہ لیا کرو۔ پورا کالج جانتا تھا کہ یہ دونوں کتنا لڑتے ہیں اور پھر کالج کے سٹوڈنٹس تو جان بوجھ کر جھوٹ بول بول کر انہیں لڑواتے تھے۔ ان دو دشمنوں کی لڑائی سب کو انٹرٹین کرتی تھی۔

اچھا میں خر گوش کے منہ والا تو تم چڑیل۔ زیان نے حساب بے باک کیا۔

میں چڑیل تو تم چوہے۔

میں چوہا تو تم چوہیا۔ یہ دونوں ہمیشہ کی طرح شروع ہو چکے تھے۔

میں چوہیا تو تم بندر کہیں کے۔ میں بندر تو تم بندریا۔

کچھوا نہ ہو تو۔ عنایہ نے ناک سکیڑا۔

سٹوپ اٹ! سٹوپ اٹ! مچھلی بازار ہے یہ کلاس نہیں۔ ان کے چکر میں انس سر بھی الٹا بول کے جس پر پوری کلاس قہقہہ لگا اٹھی۔ میرا مطلب ہے کہ کلاس ہے یہ کوئی مچھلی بازار نہیں۔ انس سر نے اپنی ہی بات کی تصحیح کی۔ (یہ دونوں کسی دن کسی ایک کو پاگل کر کے ہی رہیں گے۔) انس سر سوچ کر ہی رہ گئے۔ اور زیان یہ

تمہاری سزا ہے کہ تم یہاں آکر مرغا بنو جلدی۔انس سر تھوڑے غصے سے بولے تو زیان خاموشی سے جا کر مرغا بن گیا۔

ویسے یار مزا آگیا۔عنایہ زیان کو مرغا بنا دیکھ چہک کر بولی۔

عنایہ آپ کی سزا یہ ہے کہ آپ پچھلا کوریڈور صاف کرے گی اور وہ بھی اکیلے۔ انہوں نے اسے دانت نکالتے دیکھا تو اسے بھی سزا دے دی۔

سر ہماری اسائمنٹ چیک کر لیں ان کا تو چلتا رہے گا۔یہ ارحم محترم ہے۔ان کے تو مزاج ہی نرالے ہیں۔

ہاں سر کر لیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ اس دفعہ بھی زیان نے اسائمنٹ نہیں بنائی ہو گی۔عنایہ بھی کسی اور کی بنائی اسائمنٹ پر اتراتے بولی۔

ویسے عنایہ اگر آپ نے بنائی ہے تو سب سے پہلے آپ ہی اپنی اسائمنٹ دیکھائے۔ انس سر نے اسے لتاڑنا چاہا۔پر وہ سچ میں اسائمنٹ لے آئیں۔

اوکے سر یہ لیں دیکھ لیں۔

گڈ! ڈیٹس گریٹ۔ تم نے تو بہت اچھی اسائمنٹ بنائی ہے۔اور یہ کالج لائف میں پہلی بار ہوا تھا کہ عنایہ اسائمنٹ بنا کر لائی تھی اور اس کی تعریف بھی ہو رہی تھی۔ سب کے منہ کھولے کے کھولے رہ گئے۔

یار یہ غلط عنایہ کی بچی میری محنت پر اترا رہی ہے۔آیان کو اب سمجھ آیا تھا کہ وہ اس گدھے کو الو بنا گئی تھی۔وہ روہانسا ہوا۔

تو تم بھی ہمیشہ زائینہ کے چکر میں پھنس جاتے ہیں نہیں دیا کرو ہمیشہ اپنے گدھے ہونے کا ثبوت۔عشان نے آیان کو لتاڑا۔عشان محترم بھی زیان کے کزن تھے۔

زیان اب تم لاؤ اپنی اسائمنٹ۔انس سر نے اب زیان کو طلب کیا۔

وہ سر میں نے نہیں بنائی۔مجھے نہیں پتہ تھا۔زیان منمنایا۔

عنایہ اب آپ دونوں مل کر کوریڈور صاف کریں گے۔اور زیادہ کام نہ آپ اس زیان سے ہی کروایئے گا۔انس سر نے عنایہ کی سزا کم کرتے زیان کو مزید سزا سنائی۔

اوکے سر ڈونٹ وری۔عنایہ کے چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ پھیلی تھی۔

لو یہ بیچارہ زیان تو گیا۔روحا اس سارے میں پہلی بار بولی تھی۔

ویسے پتہ نہیں یہ دونوں اتنا لڑتے کیوں ہیں؟ہماری طرح رہیں نہ دوست بن کر۔

ارحم روحا سے مخاطب تھا۔وہ اور روحا بیسٹ فرینڈز ہیں۔

ویسے ارحم اب سب میری طرح اچھے تو نہیں ہو سکتے نہ۔روحا اترائی۔

اللہ اتنا بڑا جھوٹ تم اور اچھی؟ارحم نے اسے چھیڑا۔

میں ہوں اچھی بس تمہیں ہی نہیں لگتی۔روحا نے منہ بنایا۔

میں تو تب مانوں گا کہ تم اچھی ہو جب تم مجھے آج اپنے پیسوں سے لنچ کرواؤ گی۔

ارحم نے موقع ملتے اپنی کنجوس طبعیت ظاہر کروائی۔

چل بھاگ آیا بڑا اصدا کا کنجوس انسان۔

کہا تھا نہ میں نے کہ تم اچھی نہیں ہو۔ارحم نے اسے ورغلایا۔

تم جو مرضی کہو میں تم جیسے کنجوس پر اپنے پیسے بلکل بھی خرچ نہیں کرنے والی۔
اگر وہ کنجوس تھا تو روحا ضدی تھی۔

ارے تم دونوں تو چپ کرو کیا فالتو بولتے رہتے ہو۔ عشان ان کی بحث سے تنگ آکر بولا۔

یار ان کا تو چلتا رہتا ہے انہیں چھوڑ تو وہ دیکھ سامنے کوکی اور عنایہ دونوں کوریڈور صاف کرنے جا رہے ہیں۔ کوکی زیان کا نک نیم تھا۔ اس کی حرکتیں خرگوش جیسی تھی اس لیے اس کا نام کوکی تھا۔ زیان تو کھانا بھی خرگوش کے سٹائل میں کھاتا تھا۔

یہ دونوں صفائی کم اور لڑائی زیادہ کریں گے۔ ارحم انہیں دیکھتا اپنے اندازے لگانے لگا۔

ان دونوں کا تو کام ہی یہ ہے۔ زائینہ نے بھی ارحم کی ہاں میں ہاں ملائی۔

ہاں پر لڑائی تو زیان ہی شروع کرتا ہے۔ ہیر نے اچھی دوست ہونے کا ثبوت دیتے اپنی دوست کی طرف داری کی۔

اچھااور تمہاری دوست جیسے کچھ کرتی ہی نہیں۔اب عشان بھی میدان میں اترا۔ عشان اور ہیر کی بھی اچھی دوستی تھی۔

افو یار تم لوگ تو چپ کر وہ دونوں ہی کم نہیں ہیں ایک جیسے ہیں دونوں۔دعا نے ان کی بحث ختم کروائی۔کیونکہ اس ساری چک چک کی وجہ سے اس سے اگلے سبجیکٹ کا سبق ریوائز نہیں ہو رہا تھا۔انس سر تو کب کے جا چکے تھے۔اور یہ سب باتوں میں لگے تھے۔ان کی دوستی اس لیے بھی اسٹرونگ تھی کہ یہ لوگ بچپن سے ایک سکول میں پڑھے تو اور اب ایک ہی کالج اور شاید اسی وجہ سے زیان اور عنایہ کی دشمنی بھی اسٹرونگ تھی۔

او چڑیل تم بھی کچھ کر لو۔زیان جو کب سے کام کر رہا تھا۔عنایہ کو حکم چلاتے دیکھ چیڑا۔

او خرگوش انس سر نے کہا تھا کہ میں کچھ نہیں کروں گی سب تم ہی کرو گے۔عنایہ نے بھی حساب بے باک کیا۔

او بندر یا تم نہ مجھ پر زیادہ حکم نہ چلاؤ بھائی نے کیا بول دیا تم تو ہواؤں میں ہی اڑنے لگی ہو۔ان کی لڑائی شروع ہو چکی تھی۔

او بندر میں ہوُا میں نہیں اڑ رہی جو انس سر نے کہا ہے نہ وہ ہی کر رہی ہوں۔اور تم نہ زیادہ زبان نہیں چلاؤ تم ہاتھ چلانے پر فوکس کرو۔عنایہ کہا باز آنے والی تھی؟

تم بھی اپنا منہ بند کرو بڑا بولتی ہو تم۔

تم کونسا چپ ہو جب دیکھو چپڑ چپڑ کرتے رہتے ہو۔اب یہاں پر میدان جنگ سج چکا تھا۔اور جنگ شروع ہو چکی تھی۔(یہ دونوں سچ میں کسی دن کسی کو پاگل کر کے چھوڑے گے)

سارہ زہان کو بلاؤ جلدی۔عالیشہ اس وقت اپنی کمپنی میں تھی اور وہ بہت غصے میں بھی لگ رہی تھی۔

جی میم۔سارہ اب باہر جا چکی تھی۔اگلے پانچ منٹ بعد عالیشہ کے آفس کے دروازے پر دستک ہوئی۔

مے آئی کم ان میم ؟ایک خوبصورت سا جوان دروازے پر کھڑا اجازت طلب کر رہا تھا۔

یس کم ان مسٹر زہان۔

کیا ہوا میم آپ بہت غصے میں لگ رہی ہیں۔وہ سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ کر گویا ہوا۔

بات ہی غصے والی ہے۔ تمہیں پتہ ہے کیا ہوا ہے؟تم کہاں مصروف رہتے ہو؟کتنا بڑا نقصان ہوا ہے ہماری کمپنی کا؟وہ غصے سے بولی۔

میں یہیں ہوتا ہوں میم اور آپ جس نقصان کی بات کر رہی ہیں اس میں آپ کا فائدہ ہی ہے لیکن یہ بات آپ کو بعد میں سمجھ آئے گی۔

بعد میں کیا سمجھ آئے گا؟تم بھی سمجھا دو نہ۔

اچھاتو پھر سنو! وہ بندہ جس کے ساتھ آپ یہ ڈیل کرنے والی تھی وہ اچھا انسان نہیں ہیں میں نے خود اس کا سارا ڈیٹا دیکھا ہے وہ ایک فراڈ تھا۔وہ بھی غصے میں لگ رہا تھا۔

اچھااور تم یہ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟اب وہ تھوڑی پُر سکون لگ رہی تھی۔

کیونکہ مجھے خود پر یقین ہے۔وہ مضبوط لہجے میں گویا ہوا۔اف کیا بندہ تھا وہ اس کی خود اعتمادی۔

ویسے مجھے تمہارا یہ ہی ایٹیٹیوڈ اچھا لگتا ہے۔وہ متاثر ہوئی تھی۔

تھینک یو میم۔اب میں جاؤں ؟اس نے اجازت چاہی۔

اچھا سنو سوری۔غصے میں "میں" کچھ زیادہ ہی بول گئ تھی۔وہ جانے لگا تھا جب عالیشہ نے اسے پکارا۔وہ عالیشہ جس نے آج تک کسی کو سوری نہیں کہا تھا۔اس وقت اپنے منیجر کو سوری کہہ رہی تھی۔یہ حیران کن تھا۔

اٹس اوکے ! اور سوری تو مجھے بولنا چاہیے میں بھی کچھ زیادہ برے طریقے سے بول گیا تھا۔ سو، سوری۔ زہان بھی زندگی میں پہلی بار کسی کو سوری بول رہا تھا۔ اور اب وہ دونوں مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھ رہیں تھے۔

فائنلی کام ختم ہوا۔ زیان کام ختم کرنے کے بعد بانہیں پھیلا کر انگڑائی لیتے بولا۔

ہاں اور میں بھی آزاد ہوئی۔ عنایہ اسے دیکھ منہ بنایا۔

اوہیلو ! تم ایسے کیوں کہہ رہی ہو کہ آزاد ہوئی جیسے کسی نے تمہیں یہاں قید کیا ہو ؟ وہ پھر لڑنے کے موڈ میں لگ رہیں تھے۔

قید ہی تو تھی یہاں پر ایک پاگل کے ساتھ۔ عنایہ نے اس کی طرف اشارہ کیا۔

اچھا میں پاگل ہوں تو تم کونسا سمجھدار ہو ؟ آئی بڑی مجھے پاگل بولنے والی۔

سوری زیان ! وہ تو میں نے مزاح میں بول دیا۔ تم تو سیریس ہی ہو گئے ہو۔ عنایہ انس سر کو دیکھ فوراً معصوم بنی۔ جبکہ زیان نے انہیں نہیں دیکھا تھا۔

آئی نہ اب اپنی لائن پہ پاگلوں کی ملکہ۔وہ اترایا۔

زیان یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا؟انس سر کی آواز پر وہ اچھل کر پیچھے مڑا۔وہ تمہیں سوری بول رہی ہے اور تم ہو کہ پھر بھی بدتمیزی کر رہے ہو؟انس سر غصے میں لگ رہیں تھے۔

اچھا تو اس لیے تم اتنی سویٹ بن رہی تھی؟زیان نے اسے گھورا۔

سر آپ نے دیکھا نہ میں نے سوری بولا اور یہ پھر بھی مجھ پر الزام لگا رہا ہے۔وہ اس وقت دنیا کی سب سے معصوم مورت لگ رہی تھی۔زیان تو اسے دیکھ کر رہ گیا۔

زیان تم تو میرے ساتھ چلو۔انس سر نے اس کا ہاتھ تھام کر دانت کچکچائے۔

ارے انس میری بات تو سنو۔زیان اور انس بھائی ہیں۔اس لیے زیان اسے انس ہی کہتا ہے۔

شٹ اپ!انس سر زور سے بولیں۔

مزہ آگیا یار آج تو۔عنایہ اب زیان کی حالت دیکھ کر مزے لے رہی تھی۔

اس چھپکلی کو تو میں چھوڑوں گا نہیں۔زیان نے دانت پیسے۔ جیسے وہ فساد کی جڑ دانتوں کے نیچے موجود ہو۔

تم نے کچھ کہا؟انس نے پیچھے مڑ کر اسے گھورا۔

نہیں یار کچھ نہیں کہا میں نے۔

ہم ابھی چلو تم عریش کے پاس تمہیں تو وہ ہی سمجھائے گا۔انس نے زیان کے سر پر بم پھوڑا۔

نہیں یار عریش بھائی کے پاس نہیں لے کر جاؤ۔ یار میں نے کچھ نہیں کیا۔تم میری سن کیوں نہیں رہے ؟؟لیکن انس نے اس کی ایک نہیں سنی تھی اور اب وہ لوگ پرنسپل کے آفس کے باہر کھڑے تھے۔

سر یہ فائلز میں نے رکھ دی ہے۔اور باقی سٹوڈنٹس کی فائلز میں کل مکمل کر کے رکھ دوں گی۔ سحر اس وقت عریش کے آفس میں سٹوڈنٹس کی فائلز رکھ رہی تھی۔

ہمم ٹھیک ہے تمہیں جیسے بہتر لگے کرو۔ عریش بھی کوئی فائل دیکھ رہا تھا۔ مصروف سا بولا۔

اوکے۔ سحر نے سر ہلایا۔

عریش وی آر کم ان ؟انس دروازے کے پاس کھڑا تھااور ساتھ زیان کا ہاتھ بھی پکڑ رکھا تھا۔

یس !ضرور آئو۔ویسے تمہارے ساتھ یہ زیان کیوں ہے ؟کیااس نے پھر سے کوئی شرارت کی ہے ؟عریش فائل بند کرتاان کی طرف متوجہ ہوا۔

عریش یار عنایہ اتنی معصوم اور کیوٹ ہے لیکن یہ اس سے پنگے لیتا رہتا ہے۔انس نے زیان کا کان پکڑا۔

کیا؟عنایہ معصوم ہے مجھے ابھی پتہ چلا یہ۔ سحر استہزایہ ہنسی۔ عریش نے ایک نظر اسے دیکھا تھا پھر زیان کی طرف متوجہ ہوا۔

تم اسے کیوں تنگ کرتے ہو؟

ارے بھائی میں نہیں کرتا وہ خود پنگے لیتی ہے۔زیان روہانسا ہوا۔

تم ایسے نہیں مانو گے۔ تمہیں تو سزا دینی ہی پڑے گی۔ عریش نے اسے گھورا تھا۔
انس سامنے کرسی پہ بیٹھا مزے سے زیان کی حالت انجوائے کر رہا تھا۔

"Excuse me sir please listen to me"

آپ عنایہ کو نہیں جانتے ضرور اس نے ہی شرارت کی ہو گی۔وہ بہت چالاک ہے۔ مانا کہ زیان بھی معصوم نہیں ہے لیکن عنایہ بھی اتنی سیدھی نہیں ہے۔ سحر اپنی بہن کو جانتی تھی اسی لیے اس نے زیان کا ساتھ دیا۔

ہاں یہ ہی تو میں کہہ رہا ہوں۔زیان بھی بولا۔

اس دفعہ میں تمہیں معاف کر رہا ہوں لیکن اس کے بعد اسے تنگ نہیں کرنا سمجھ گئے؟ یا سمجھاؤں؟ عریش نے سخت لہجے میں وارن کیا۔

اوکے سر سمجھ گیا۔ زیان جلدی سے عریش کے آفس سے باہر نکلا۔ میں تو بچ گیا ہے لیکن اب اس عنایہ کو تو میں نہیں چھوڑوگا۔ وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

یار آج بہت مزہ آیا میں نے اس زیان سے اتنا کام کروایا اسے اپنی نانی یاد آگئی ہو گی۔ اور پھر جھوٹ بول کر اسے انس سر سے اور عریش سر سے ڈانٹ بھی پر وائی۔ وہ مزے سے اپنے کارنامے سب کو بتا رہی تھی۔ اس وقت وہ لوگ اپنے فلیٹ میں تھیں۔

عریش نے اسے کچھ نہیں کہا میں وہی تھی۔ میں نے زیان کو بچا لیا مجھے پتہ تھا شرارت تم نے ہی کی ہو گی۔ سحر فائلز چیک کرتی مصروف سے انداز میں بولی۔

تم بھی نہ تھوڑی سی خوشی نہیں برداشت کر سکتی کیا میری؟ عنایہ نے منہ بنایا۔

یار تم اسے اتنا تنگ کیوں کرتی ہو؟اب روحا جو اپنے موبائل میں لگی تھی اس نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

یار جب تک اسے تنگ نہ کرو مزہ ہی نہیں آتا۔ایسے لگتا ہے جیسے دن ہی نہیں گزر رہا میرا۔وہ گود میں کشن رکھتے کھوئے سے لہجے میں گویا ہوئی۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اسے پسند کرتی ہو۔کیونکہ سائیکالوجی کے مطابق جس انسان کو تنگ کر کے سکون ملا اس کا مطلب یہ ہی ہوتا ہے کہ تم اس انسان سے سیکرٹ لو کرتے ہو جس کا تمہیں احساس نہیں۔دعا بھی کتابوں میں گری بیٹھی تھی۔ہاتھ میں کوئی کتاب پکڑے اس پر نظریں گاڑے مصروف سی بولی۔

اور تاریخ گواہ ہے کہ سائیکالوجی بکواس کرتی ہے۔میں نہیں مانتی اس فضول تھیوری کو۔عنایہ بگڑی۔دعا نے کندھے اچکائے۔

میری جان یہ تو وقت ہی بتائیں گا۔عالیشہ نے اسے چھیڑا۔تو عنایہ نے زور سے کشن اسے دے مارا۔اور اس طرح وہ ساری کشن فائیٹ کرنے گی۔

عنایہ اور سحر بس دو ہی بہنیں تھیں۔ سحر بڑی اور عنایہ چھوٹی۔ان کے والدین کی ڈیتھ کے بعد چاچا نے ان کی ساری جائیداد پر قبضہ کر لیا۔اور سحر کی شادی زبردستی اپنے بیٹے سے کرنے کی کوشش کی جس پر وہ دونوں بہنیں گھر سے بھاگ گئیں۔اور پھر انہیں عالیشہ ملی جو ایک امیر لڑکی تھی۔روڈ دکھنے والی اور کسی حد تک روڈ بھی۔ عالیشہ نے انہیں اپنے فلیٹ میں رہنے کی جگہ دی اور اس طرح ان کی دوستی ہوئی۔ عالیشہ کے امی ابو کی علیحدگی ہو چکی تھی۔عالیشہ کے ابو نے دوسری شادی کر لی اور امی پیسے کے لئے ملک سے باہر چلی گئی۔جانے سے پہلے عالیشہ پر ایک احسان کر گئی کہ اسے ایک کمپنی بنا دی اور ہر مہینے لاکھوں کے حساب سے پیسے بیجھ دیتی۔ لیکن کیا وہ اچھی ماں بن سکی؟

دعا اور ہیر اور روحا بھی بہنیں ہیں۔ان کے والدین کا انتقال ان کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا اور پھر ان کی پرورش یتیم خانے میں ہوئی۔جوان ہونے کے بعد انہوں

نے اپنے خواب اور خواہشات پورے کرنے کی خاطر یتیم خانے سے باہر قدم رکھا تو اس دنیا کی حقیقت جانی۔ کہ دنیا تو اس کی ہوتی ہے جس کے پاس دولت ہوتی ہے ورنہ یہ لوگ تو کسی کہ نہیں ہوتے۔ بہت سی مشکلات کے بعد انہوں نے عالیشہ کا فلیٹ کرائے پہ لیا۔ لیکن پھر دوستی ہو جانے کے بعد وہ فلیٹ ان کا بھی اپنا ہو گیا تھا۔

زائینہ اکلی بہن ہے اس کے دو بھائی ہیں ماں کی موت کے بعد وہ بھائیوں اور باپ کے ساتھ خوش حال زندگی جی رہی تھی۔ جب ایک ایکسیڈینٹ میں دونوں بھائی مارے گئے۔ شاید کسی کی لڑائی ہو رہی تھی اور اس لڑائی میں اس کے بھائی بغیر کسی وجہ کے گولیوں سے بن دیے گئے۔ جس نے بعد باپ ہارٹ اٹیک سے مر گیا۔ اور وہ سڑک پر آ گئی جب اس کی لائف عالیشہ کسی ہیرو کی طرح آئی۔ ان سب کا ماضی دردناک رہا۔ لیکن ان سب نے اپنے ماضی کو خود پر سوار نہیں ہونے دیا خود کو ماضی سے نکال کر ڈپریشن سے نکال کر اپنے حال کو جیا۔ ہر انسان کی زندگی میں دکھ تکالیف اور خوفناک ماضی ہوتا ہے۔ لیکن خوش وہ ہی لوگ رہتے ہیں جو خود کو اس

اب سے نکال لیتے ہیں اور وہ ہی لوگ کامیاب بھی ہوتے ہیں۔ سو سب ہنستے رہو اور خود کو ماضی سے نکال لاؤ۔ جیسے ان سب نے خود کو ماضی سے نکالا۔

یار وہ کالی بلی آج پھر بچ کر چلی گئی۔ زیان بھی اپنے گھر میں موجود تھا۔

یار تو اس سے پنگے لیتا کیوں ہے؟ آیان بھی اس کے پاس آکر بیٹھا۔

ہاں جب اچھی طرح سے جانتا ہے میں نے ہی ہارنا ہے۔ ارحم نے بھی زخم پر نمک چھڑکا۔

ہاں یار وہ بہت ذہین ہے۔ عشان نے بھی اس کی تعریف کی۔

یار میں بھی اس سے ملنا چاہتا ہوں اب تو۔ زہان کو بھی تجسّس ہوا۔

تو ملے گا نہ تو، تو بھی اس کا فین بن جائے گا۔ انس نے بھی عنایہ کی تعریف کی پر اپنے انداز میں۔

ویسے تنگ کرتے کیوں ہو تم اسے؟ عریش اسے واپس مدعے پر لایا۔

یار جب تک اسے تنگ نہ کرو مزہ ہی نہیں آتا۔وہ جو پہلے منہ بنا کر اس میسنی کی تعریفیں سن رہا تھا اپنا مسئلہ سامنے رکھا۔

اچھا تو تم اس کا مطلب جانتے ہو؟ارحم نے اس سے مطلب پوچھا۔

یہاں پر صرف یہ ہی نہیں بلکہ کوئی بھی اس کا مطلب نہیں جانتا۔یہ آیان تھا۔

اچھا میں بتاتا ہوں !اس کا مطلب ہے کہ تم اسے سیکرٹ لو کرتے ہو۔جس کے بارے میں ابھی تم نہیں جانتے تمہیں ابھی اس کا احساس نہیں ہوا۔ارحم نے بھی وہ ہی تھیوری پیش کی جس تھیوری کو عنایہ فضول اور بکواس کہہ کر رد کر چکی تھی۔

اوے کبھی نہیں تو نہ کچھ بھی بولتا رہتا ہے۔ایسا ویسا کچھ نہیں ہوتا۔

سیریسلی زیان؟انس نے اسے چھیڑا۔

ہاں سچ میں۔زیان نے اس کی تصدیق کی۔

تو پھر تم گھبرا کیوں رہے ہو؟زہان نے بھی اسے تنگ کرنے میں حصہ لیا۔

ہاں ویسے زیان ایسا تو مجھے بھی لگا تھا کہ تم اسے پسند کرتے ہو۔ عریش نے بھی مسکراہٹ دباتے تیر چھوڑا۔

یار تم سب نے پاگل ہو گئے ہو۔ سو جاؤ سب اب تا کہ دماغ ٹھیک ہو سب کا۔ تیر نشانے پر لگ چکا تھا۔اسی لیے زیان تپا۔

اوکے جو حکم آپ کا مسٹر زیان چلو سب سو جاؤ یہ سٹر زیان کا حکم ہے۔ عریش نے آنکھ دبائی۔

ہاں ہاں چلو سوتے ہیں۔ زیان نے بھی مسکراہٹ روکی۔اور زیان کو چھیڑا جو انہیں اگنور کرتا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

زہان،انس اور زیان بھی ہیں۔(زہان اور زیان دو الگ نام ہیں۔

Zihaan and zayan)

زہان عالیشہ کا منیجر ہے۔انس کالج ٹیچر اور زیان ایک طالب علم ہے۔ان کے والدین نہیں ہیں۔

عریش اور عشان دونوں بھائی ہیں۔اور یہ زہان کے کزنز ہیں۔اپنے امی ابو کی موت کے بعد زہان لوگ ان کے پاس آگئے تھے۔ عریش کالج کا پرنسپل ہے۔اور عشان بھی ایک طالب علم ہی ہے۔

ارحم اور آیان بھی بھائی ہیں۔اور ان کے خالہ زاد کزنز بھی ہے۔ان کے والدین بیرون ملک ہوتے ہیں اور یہ دونوں یہاں ان کے ساتھ رہتے ہیں۔

کیا ہمارے کالج میں؟ ٹھیک ہے تم فون رکھو ہم اس بندے کو ڈھونڈ لے گے۔
عریش کسی سے فون پر بات کر رہیں تھے اور بہت پریشان لگ رہیں تھے۔

کیا ہوا بھائی آپ بہت پریشان لگ رہیں ہیں؟ زیان ابھی اٹھ کر آیا تھا۔ انہیں پریشان دیکھ ان کے پاس چلا آیا۔

سب کو بلا کر لاؤ مجھے ضروری بات کرنی ہے۔ عریش سربراہی صوفے پر بیٹھے بولیں۔ وہ سب سے بڑے تھے۔ اس لیے سربراہی صوفہ انہیں کی ملکیت تھی۔

ہاں عریش تم نے بلایا تھا بتاؤ کیا بات ہے؟ انس بھی ساتھ والے صوفے پر بیٹھتا گویا ہوا۔ باقی سب بھی آچکے تھے۔

مجھے میرے ایک دوست کا فون آیا تھا وہ ایک مافیا گینگ کو پکڑ رہا ہے۔ یہ وہ مافیا گینگ ہے جو لڑکیوں کو اغواء کر کے انہیں آگے بیچتے ہیں۔ اور ان کا ایک ساتھی ہمارے کالج میں بھی پہنچ چکا ہے۔ پر اس کی پہچان کسی کو نہیں ہے۔ ہمیں اپنے کالج کے بچوں کو اس سے بچانا ہو گا۔ عریش کو سب بہت دھیان سے سن رہیں تھے۔ عریش کی بات ختم ہونے پر زہان بولا۔

عریش پھر تو مجھے بھی کالج آنا چاہیے تم سب کی مدد کے لیے کیونکہ ہم میں سے سمجھدار تو صرف ہم تین ہی ہیں۔ میں، تم اور انس باقی چار تو ابھی تک بچے ہی ہیں۔ زہان نے ایک لمحے میں ان چاروں کو بچہ بنادیا تھا۔ جس پر ان کے تو منہ کھولے کے کھولے ہی رہ گئے۔

ہاں لیکن پھر تم اپنی کمپنی کی اونر کو کیا کہو گے؟ عریش نے پوچھا۔

وہ بہت اچھی ہیں۔ میں انہیں وجہ بتاؤں گا تو وہ سمجھ جائیں گی۔ زہان نے اسے تسلی دی۔ جبکہ باقی سب اسے مشکوک نظروں سے گھور رہیں تھے۔ وہ کسی کی اتنی عزت جو کر رہا تھا آپ جناب۔

ٹھیک ہے پھر تم کوشش کروا گر وہ مان جاتی ہے تو آجاؤ تم بھی کالج۔ عریش بھی سب اس کی '''میم'' پہ چھوڑ چکا تھا۔

مے آئی کم ان میم ؟ عالیشہ جو ایک فائل دیکھ رہی تھی۔اس کی آواز پر نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

یس کم ان۔اسے اجازات دے کر وہ پھر فائل کی طرف متوجہ ہوئی۔

وہ مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی۔وہ تھوڑا کنفیوز لگ رہا تھا۔

ہاں بولو کیا بات کرنی ہے ؟وہ اب فائل بند کر کے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

وہ ہمارے کالج میں ایک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے ساری بات بتا دیتا ہے۔

او تو ٹھیک ہے پھر تم جا سکتے ہو لیکن میں بھی اس سب میں تمہاری مدد کرنا چاہوں گی۔وہ پوری بات سن کر بولی۔

نہیں یہ خطرناک ہو سکتا ہے۔زہان نے صاف انکار کیا۔

تمہیں اپنی نوکری پیاری ہے یا نہیں ؟عالیشہ نے اسے گھورتے دھمکی دی۔

پیاری تو ہے نوکری۔ وہ بے بس ہوا۔

تو بس پھر ٹھیک ہے میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی اوکے؟

لیکن میری ایک شرط ہے۔ زہان پھر بولا۔

کونسی شرط؟ عالیشہ نے اسے گھورا۔

یہ ہی کہ ہم وہاں پر بوس اینڈ مینیجر بن کر کام نہیں کریں گے بلکہ دوست بن کر کام کریں گے منظور؟ زہان نے جان بوجھ کر ایسی شرط رکھی تھی تاکہ وہ انکار کر دے۔

منظور ہے۔ لیکن عالیشہ جو فوراً ہامی بھرتے دیکھ وہ منہ بنا کر رہ گیا۔

یہ چھپکلی کہاں گئی ہے؟ زیان عنایہ جو ڈھونڈ رہا تھا۔ وہ اس وقت کالج کے صحن میں کھولے آسمان کے نیچے کھڑا تھا۔

او تو کوئی بندر مجھے ڈھونڈ رہا ہے؟ وہ اس کے پاس سے گزرتے بولی۔

تم،اوے بندریا مجھے تمہیں ایک بہت اہم بات بتانی ہے۔وہ بھاگ کر اس کے پاس پہنچا وہ آگے چل رہی تھی اور وہ اس کے پیچھے اس کے قدموں سے قدم ملانے کی کوششوں میں تھا۔

میں جانتی ہوں تم نے کیا بتانا ہے مجھے۔اس نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

ارے واہ تم تو بہت چالاک نکلی یار۔ تمہیں تو سب کچھ پہلے سے ہی پتہ ہے۔وہ اس کی تعریف کر رہا تھا۔

ہاں مجھے سحر نے بتایا ہے۔

اچھا سحر کو بھی پتہ ہے؟وہ حیران ہوا۔

اوہیلو زیادہ بنو نہیں سحر نے ہی تو بچایا تھا تمہیں عریش سر سے لیکن کوئی بات نہیں اس دفعہ تو بچ گئے تم لیکن اگلے دفعہ نہیں چھوڑو گی میں تمہیں۔وہ اسے غصے سے گھورتے بولی۔

ارے یار میں اس بارے میں بات نہیں کر رہا تھا۔زیان نے منہ بنایا۔اب اسے سمجھ آئی وہ لوگ الگ الگ موضوع پر بات کر رہیں تھے۔

مجھے کچھ اور کہنا ہے تمہیں۔وہ چل پڑی تھی وہ پھر اس کے پیچھے چلتا بولا۔

لیکن مجھے نہیں سننا۔وہ بول کر وہاں سے بھاگ نکلی۔

ارے روکو تو، یہ پوری پاگل ہے یار۔زیان وہی کھڑا پیچھے سے چلایا۔

ابھی وہ تھوڑا سا ہی آگے گئی ہو گی جب اس کی کسی سے ٹکر ہوئی۔

اندھے ہو دیکھ کر نہیں چلو نہ۔عنایہ کا سر سامنے والے کے چٹان جیسے سینے سے ٹکرایا تھا وہ چہرا اوپر کر کے اسے دیکھتے بولی۔وہ بہت خوبصورت جوان تھا۔انہیں کا ہم عصر لگ رہا تھا۔

سوری وہ میں نے دھیان نہیں دیا۔وہ شرمندہ لگ رہا تھا۔

اچھا اٹس اوکے !نئے سٹوڈینٹ لگتے ہو پہلے تو کبھی نہیں دیکھا تمہیں یہاں۔اس کا قد تھوڑا لمبا تھا جس کی وجہ سے وہ منہ اوپر کر کے اسے دیکھ رہی تھی۔

جی میں نیو سٹوڈینٹ ہوں۔میرا نام آویس ہے اور تمہارا۔آویس نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

میرا نام عنایہ ہے۔عنایہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔اور زیان جو پیچھے کھڑا انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔عنایہ کو اس کا ہاتھ تھامتے دیکھ نجانے کیوں اسے مرچی لگی تھی۔

تو اب ہم دوست ہوئے۔آویس مسکرایا۔

ہاں، لیکن ابھی مجھے کام ہے تو پھر ملتے ہیں۔وہ ہاتھ چھڑاتی بھاگ گئی۔

یہ کون ہے اور مجھے اسے دیکھ کر نیگیٹو وائب کیوں آرہی ہے؟اس کے بارے میں عریش سر کو بتانا پڑے گا۔زیان خود سے ہی باتیں کر رہا تھا۔

ائے ہیر میں یہ کتابیں انس سر کے آفس میں رکھنے جارہی ہوں وہ یہی چھوڑ گئے ہیں۔دعا میز سے کتابیں اٹھاتی بولی۔

اچھا ٹھیک ہے جا۔ ہیر اس وقت کچھ کھا رہی تھی اسے مخاطب ہوئی جیسے کہہ رہی ہو
""""تو جانہ بہن تجھے روکا کس نے ہے؟

کیا میں اندر آ جاؤں سر؟ دعا نے انس سے اجازات چاہی۔

جی آجائیں دعا۔ انس جو ٹیسٹ چیک کر رہا تھا ایک نظر اسے دیکھ کر پھر سے ٹیسٹ کی طرف متوجہ ہوا۔

سر یہ کتابیں آپ کلاس میں ہی رکھ آئیں تھے۔

اوان کتابوں کے میز پہ رکھ دے۔

اوکے سر۔ دعا نے وہ کتابیں تو میز پر رکھ دی لیکن اس نے میز کے نیچے ایک منی کیمرہ بھی لگا دیا۔ جو انس کی نظروں سے مخفی نہیں رہا تھا۔

انس کیا میں اندر آ جاؤں؟ تبھی زیان بھی آفس میں داخل ہوا۔

سر میں چلتی ہوں اب۔ دعا جلدی سے وہاں سے چلی گئی۔

آجاؤ زیان۔

انس بھائی مجھے ایک بات بتانی ہے آپ کو۔ زیان بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔

ہاں مجھے بھی بتانی ہے ایک خوشی کی خبر ہے جو عریش کو دینی ہے تو چل عریش کے آفس چلتے ہیں۔ انس زبردستی مسکراتے بولا۔ کیونکہ اسے پتہ چل گیا تھا کہ کوئی ان کی باتیں سن رہا ہے۔

اچھا چلیں پھر۔ زیان باہر کی طرف بڑھا۔

ہاں انس بتاؤ کیا خوشی کی بات ہے؟ وہ اب عریش کے آفس میں تھے۔ جب کافی دیر گزارنے کے بعد بھی انس کچھ نہ بولا تو زیان نے اسے مخاطب کیا۔

کوئی خوشی کی بات نہیں ہے۔ بلکہ بری خبر ہے۔ تھوڑی دیر پہلے دعا میرے آفس میں آئی تھی کتابیں رکھنے اور اس نے ساتھ میز کے نیچے منی کیمرہ بھی لگایا ہے جسے

ہماری باتیں سنی جاسکیں۔وہ ہماری بہت پرانی شاگرد ہے۔لگتا ہے کسی نے یہ اس سے کروایا ہے۔

انس چپ ہوا تو زیان بول پڑا۔

مجھے بھی ایک بری بات ہی بتانی ہے۔

کہو کیا بات ہے ؟ عریش نے اسے بولنے کی اجازت دی۔تو وہ گویا ہوا۔

آج میں نے ایک لڑکا دیکھا کالج میں اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا یہاں اور وہ عنایہ سے دوسری کرنے کی کوشش بھی کر رہا تھا۔

مجھے اسے دیکھ کر کچھ نیگیٹو وائب آرہی تھی۔زیان نے ایک سانس میں ہی ساری بات کہہ دی۔

تو ٹھیک ہے پھر زیان تم اس لڑکے ہر نظر رکھو اور انس تم آج دعا اور اس کی دوستوں کو لے کر گھر آؤ پھر دیکھتے ہیں آگے کیا کرنا ہے۔عریش نے بہت دھیان سے ان کی باتیں سنی تھیں اور پھر دونوں کو ایک ایک کام سونپ دیا۔

ٹھیک ہے اب اس پر ایسی نظر رکھوں گا کہ اسے لگ پتہ جائیں گا۔ زیان نے ہامی بھری پر اپنے طریقے سے۔

نہیں اسے پتہ لگوائے بغیر اس پر نظر رکھنی ہے گدھے۔ انس نے اسے گھورا۔

ٹھیک ہے عریش میں چھٹی ہوتے ہی انہیں لے کر گھر آ جاؤں گا۔ انس نے بھی ہامی بھر لی۔

اچھا ٹھیک ہے اب تم دونوں جاؤ۔ عریش نے انہیں کام پر لگا دیا۔ سحر اس وقت یہاں نہیں تھی وہ اپنی دوستوں کے پاس تھی کیونکہ یہ لنچ ٹائم تھا۔

زائینہ ویسے ہمیشہ اتنی لڑائی کیوں کرتی ہو تم؟ آیان پھر سے زائینہ سے بے عزتی کروانے کے بعد اس سے وجہ پوچھ رہا تھا۔ وہ لوگ لنچ ٹائم میں بھی کلاس میں ہی بیٹھے تھے۔

کیوں بتاؤں ؟اور ویسے بھی میں سب سے نہیں لڑتی انہیں سے لڑتی ہوں جو اس قابل ہوتے ہیں۔زائینہ ناک سکیڑ کر ادا سے بولی۔ لیکن اس کی بات آیان کے سر پر سے گزر گئی۔

مطلب ؟؟؟اس بیچارے کو تو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا تھا۔

مطلب یہ کہ تو بیوقوف ہے۔جواب اب عشان کی طرف سے آیا تھا۔اور زائینہ نے سر ہلا کر عشان کی تصدیق کی تھی۔

ویسے تم سب کو یہاں پر بھی سکون نہیں ہے نہ ؟اور یہ عنایہ کہاں ہے ؟(عنایہ اور زیان ہمیشہ کی طرح پھر سے غائب تھے)

ایکدم عالیشہ کی آواز پر انہوں نے چونک کر سامنے دیکھا۔جہاں عالیشہ کھڑی تھی۔ اور اس کے ساتھ ایک خوبصورت سا مرد کھڑا تھا۔

وہ یہی ہو گی کہیں پتہ نہیں۔سحر حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے بولی۔

ویسے عالیشہ تو یہاں خیریت ؟یہ زائینہ تھی۔

ہاں آج سے پہلے تو کبھی نہیں آئی تم۔ہیر بھی لیز کھاتے بولی۔اسے اور روحا کو تو صرف کھانا ہی آتا تھا۔

اور زہان تم بھی یہاں ہوا واچھا مطلب۔۔۔ارحم کی بات پوری ہوتی اس سے پہلے آیان ارحم کی بات کاٹ کر بولا۔

مطلب یہ کہ یہ تمہاری بوس ہے اور تم اس کے مینیجر۔

باقی سب لڑکیاں ہونق بنی انہیں دیکھ رہی تھیں۔

ویسے آیان کسی کی بات نہیں کاٹتے بری بات ہے یہ۔عشان نے فوراً آیان کو ٹوکا۔

ویسے فالتو کا گھیان دینے کے لیے شکریہ۔آیان نے بات مزاح میں اڑائی۔

ہاں اور اب ہم بوس اور مینیجر نہیں ہیں۔زہان عالیشہ کو دیکھ کر بولا۔

ویسے کوئی مجھے بھی سمجھائیں گا کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟عنایہ باہر سے آکر سیدھی کرسی پر بیٹھتی بولی۔جیسے اس نے کسی اور کو دیکھا ہی نہ ہو۔

وہ ہی تو میں تمہیں بتانا چاہ رہا ہوں پر تم سنو تب نہ۔ زیان بھی اس کے پیچھے ہی اندر آتے مخاطب ہوا اور اس کے ساتھ والی کرسی سنبھالی جبکہ عالیشہ اور زہان ابھی تک ویسے کی کھڑے تھے۔

اف یار ایک تو یہ بندر صبح سے میرے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ خیر اسے چھوڑو ویسے تم لوگوں کو پتہ ہے کیا کہ آج ہمارے کالج میں ایک نیا لڑکا آیا ہے۔ وہ پانی پی کر پانی والی بوتل سائیڈ پر رکھتے بولی۔ آویس کے ذکر پر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔ جسے دیکھ زیان کو بہت برا لگا تھا۔ شاید وہ جیلس ہوا تھا۔

وہ ہینڈسم ہے کیا؟ روحا فوراً بولی۔

تم میرے ہوتے ہوئے یہ کیوں پوچھ رہی ہو؟ ارحم ایکدم بولا تھا۔ وہ سب ہمیشہ کی طرح آپس میں الجھ گئے تھے۔ اور عالیشہ اور زہان منہ کھولے انہیں دیکھ رہیں تھے۔ کیونکہ انہیں تو کوئی منہ ہی نہیں لگا رہا تھا۔

او یار تم تو تھوڑی دیر چپ رہو۔ چل عنایہ تو بتا۔

روحانے پہلے ارحم کو گھر کا اور پھر پیار سے عنایہ کو مخاطب کیا۔

میں بتاتا ہوں۔وہ نہ علی درجے کا بدتمیز، کھڑوس،اکڑو اور برا انسان ہے۔زیان جل کر بولا۔

اپنے بارے میں بتارہا ہے یہ تمہیں۔عنایہ نے گویاناک سے مکھی اڑائی۔

نہیں تمہیں کیوں اتنا برا لگ رہا ہے؟زیان لڑائی کے موڈ میں لگ رہا تھا۔

مجھے تو نہیں برا لگ رہا۔عنایہ نے بھی اسی کے انداز میں بول کر حساب بے باک کیا۔

لگ رہا ہے تمہیں برا۔زیان بضد ہوا۔

میں نے کب کہا کہ مجھے برا لگ رہا ہے؟وہ بھی ضدی تھی۔

کہا نہیں لیکن برا لگ رہا ہے تمہیں۔زیان ابھی بھی اپنی بات کر قائم تھا۔

اچھا جب میں نے کہا ہی نہیں تو تمہیں کیسے پتہ کے مجھے برا لگ رہا ہے ؟ عنایہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

یار چپ کر جاؤ تم دونوں تمہارے چکر میں چھٹی کی بیل ہو گئی اب چلو سب اپنے اپنے گھر۔ روحا بھڑکی۔

نہیں تم سب ہمارے گھر ہمارے ساتھ چلو گے۔ انس نے آتے ہی جیسے علان کیا تھا۔

لیکن کیوں سر ؟ دعا گھبرائی ہوئی تھی۔

پہلے چلو پھر پتہ چل جائے گا۔ انس دعا کو دیکھ تھوڑے سرد لہجے میں بولا۔ دعا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوئی۔

اوے پاگلو اتنا سوچو نہیں اور چلو سر اتنے پیارے سے بولا رہیں ہیں۔ اب منع تھوڑی کر سکتے ہیں۔ عنایہ ان سب کو سوچتے دیکھ فوراً بولی۔

ٹھیک ہیں چلتے ہیں۔عالیشہ نے فوراً ہامی بھری کیونکہ اسے پتہ تھا کہ کس بارے میں بات ہو گی۔

مگر۔دعا نے انہیں روکنا چاہا۔جب انس نے اسے گھورا وہ فوراً کسی مجرم کی طرح نظریں جھکا گئی۔

ارے دعا یار تو اگر مگر چھوڑ نہ اور چپ کر کے چل۔عنایہ اس کا بازو تھامتے بولی۔

ہمیں تم لوگوں سے بہت اہم بات کرنی ہے۔وہ لوگ گھر پہنچ چکے تھے۔ان کے سامنے چائے کے ساتھ کھانے کے کچھ لوازمات رکھے تھے۔اور نو نے بات کا آغاز کیا تھا۔

میں جانتی ہوں اس بارے میں مجھے زہان نے بتا دیا تھا۔عالیشہ چائے کا گھونٹ بھرتے بولی۔

کونسی بات؟سحر حیران تھی۔

ہاں یار کوئی مجھے بھی تو سمجھاؤ۔ عنایہ کی زبان پر کھجلی ہوئی تو وہ بھی گو یا ہوئی۔

پتہ نہیں کون سی کھچڑی پک رہی ہے یہاں پر۔ زائینہ نے بھی اپنی منطق پیش کی۔

کھچڑی کہاں پک رہی ہے کھچڑی مجھے بھی کھانی ہے۔ ہیر کو اس کی بات کی خاک سمجھ نہ آئی تھی۔ اس لیے فوراً کھانے کی بات کی۔

ویسے کوئی سیریس مسئلہ بھی ہو سکتا ہے اس لیے تم تینوں اپنا منہ بند رکھو۔ دعا نے انہیں ڈپٹا۔ کیونکہ وہ ساری پھر سے ایک ساتھ شروع ہو چکی تھی۔

ویسے ان کا منہ بند نہیں رہ سکتا یار۔ روحا نے بھی انہیں گھورا۔

بات یہ ہے کہ ہمارے کالج میں ایک مافیا گینگ کا بندہ آیا ہے۔ اور ہم سب کو مل کر اسے ڈھونڈنا ہے۔ ان سب کی باتوں سے تنگ آ کر زہان انتہائی سنجیدگی سے بولا۔

اور دعا میں نے آپ کو تھا جب آپ میرے آفس کے میز کے نیچے وہ کیمرہ ریکوڈر لگا رہی تھی بتا سکتی ہے آپ کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ انس دعا جو دیکھ تھوڑے سرد

لہجے میں بولا۔اور انس کی بات سن کر باقی سب کے منہ کھولے کے کھولے رہ گئے تھے۔

کیا دعا تم ؟؟ اگر ایسی بیوقوفی عنایہ ،زائینہ ،روحا یا پھر ہیر میں سے کوئی کرتی تو سمجھ بھی آتا۔لیکن تم ؟عالیشہ نے دعا کو گھورا۔اور ساتھ ان سب کی بلا وجہ بے عزتی بھی کی۔

کیوں کیا ہم تمہیں شکل سے بیوقوف لگتے ہیں جو ہم یہ کر لیتے ؟عنایہ تو لڑنے پر ہی اتر آئی تھی۔

او شیطان کی خالہ لڑائی کی ماسی کسی وقت تو چپ رہا کرو۔جب دیکھو لڑنے مرنے کے لیے تیار رہتی ہو۔زیان نے عنایہ کو سنائی۔اور باقی سب نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیے کے یہ سب کوئی کام کی بات نہیں کرنے دے گے کبھی۔

یار تم دونوں بھی چپ کرو کوئی سیریس بات چل رہی ہوتی ہے تو تم دونوں بیچ میں اپنی اتنی لمبی ٹانگ نہ اڑایا کرو۔عشان نے انہیں ڈانٹا۔

دعا بتاؤ تم نے ایسا کیوں کیا؟ عریش سنجیدگی سے دعا کو واپس موضوع کی طرف لے کر آیا۔

وہ تھوڑے دن پہلے میں اپنی ایک دوست کے گھر سے واپس آ رہی تھی تو راستے میں ایک آدمی میرے پاس آیا اس نے چہرے پہ ماسک لگا رکھا تھا۔اس نے مجھے کہا کہ مجھے یہ کیمرہ اپنے کسی سر نے آفس میں لگانا ہے۔میں نے منع کیا تو اس نے مجھے میری دوستوں کی دھمکی دی وہ ہمارے بارے میں سب کچھ جانتا تھا اور میں وہاں تھی بھی اکیلی اس لیے میں ڈر گئی تھی۔اور اس سے وہ کیمرہ لے لیا سوری۔دعا نے انہیں سب سچ سچ بتا دیا تھا۔دعا کی آنکھوں میں آنسو بھی تھے۔

اٹس او کے۔انس تھوڑا نرم پڑا تھا۔

لیکن اب ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔تو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔زہان نے انہیں تسلی دی۔

لیکن انہوں نے یہ کیا کیوں؟ عالیشہ حیران تھی۔

اس لیے کہ وہ ہم پر نظر رکھ سکے وہ ہم ہر نظر رکھ کر ہمارے کالج کی لڑکیوں کو آسانی سے ٹریپ کر سکتے تھے۔زہان نے اسے تفصیل سے سمجھایا۔

ویسے سب سے پہلے تم لوگ اپنی اس پرنسز کو بھی سمجھاؤ کہ یہ بھی اس آویس سے دور رہے۔مجھے وہ بلکل بھی اچھا نہیں لگتا۔زیان نے بھی سب کو عنایہ کو سمجھانے کا کہا۔

تمہیں اس کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟ وہ اتنا اچھا تو ہے۔عنایہ پھر لڑنے کے لیے تیار تھی۔

ویسے چڑیا زیان ٹھیک ہی کہہ رہا ہے ہم صرف ایک دوسرے پر ہی یقین کر سکتے ہیں اس وقت۔عشان نے بھی عنایہ کو سمجھانے کی کوشش کی۔

ہاں عشان بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ہیر بھی عشان کی بات سے متفق تھی۔

ویسے بھی جب ہمارے پاس اتنے سارے دوست ہیں تو نئے دوستوں کی کیا ضرورت ہے؟روحا نے بھی اسے سمجھانا چاہا۔

ہاں اور میرے ہوتے ہوئے تو بلکل بھی نہیں۔ارحم نے سب کے سامنے ٹھرک جھاڑا۔

ویسے یار اتنی سیریس سٹویشن میں بھی مجھے مستی ہی سوج رہی ہے۔آیان بال کھجاتا زائینہ کے کان میں بولا۔

اوے ویسے سیم یار مجھے بھی مستی ہی سوج رہی ہے۔زائینہ بھی پرجوش ہو کر اس کی طرف جھکی۔دونوں کی نظریں ملی تھی۔

لیکن یہ چڑیا اور بنی کو تو دیکھو دونوں جیسے شریف و معصوم بن کر بیٹھے ہیں۔زائینہ سنبھل کر پیچھے ہٹی اور زیان اور عنایہ کی طرف اشارہ کیا۔

ویسے تم لوگوں کی طرح تو نہیں ہے نہ وہ۔سحر نے ان تینوں کو گھورا۔

یار وہ تو ہم سے بھی زیادہ شرارتی ہے۔یہ ہیر تھی۔

اچھا چلو بہت دیر ہو گئی ہے اب سب جا کر سو جاؤ۔ باہر رات ہو رہی تھی۔اس لیے ان سب کو آج رات یہ ہی رہنا تھا۔ چلو دعا میں تمہیں تمہارا، ہیر، اور سحر کا کمرہ دیکھا دوں۔انس دعا کو دیکھتا بولا۔اور پھر ان تینوں کو ساتھ ل۔ کر چلا گیا۔

چل روحا میں تجھے عالیشہ، تیرا اور زائینہ کا کمرہ دیکھا دوں۔ارحم نے روحا کا ہاتھ تھاما تھا۔ویسے یہ تمہارا ٹمپریری کمرہ ہے پرمینٹ کمرہ تو میرے والا ہی ہو گا۔ارحم کمرے کے سامنے کھڑا پھر سے ٹھرک جھاڑ رہا تھا۔روحا نے اس کی کمر پہ مکا جھڑا۔

بکومت۔وہ اسے ڈپٹ کر اندر گھس گئی۔

اوے عنایہ چل میں بھی تجھے تیرا کمرہ دکھا دوں۔زیان نے عنایہ کو مخاطب کیا۔

ہاں چلو۔وہ فوراً اٹھی۔

ویسے کو کی ایک بات بولو۔زیان عنایہ کو چھوڑ کر جانے کے لیے پلٹا ہی تھا جب عنایہ نے اسے مخاطب کیا۔

ہاں بولو کیا ہے؟ وہ بھی اس کی طرف مڑا۔

تم نے ایسے اداس بلکل بھی اچھے نہیں لگتے سو ہنستے رہا کرو اچھے لگتے ہو۔ عنایہ نے مسکرا کر اسے کہا۔ وہ بھی مسکرایا۔

سچی! وہ ایکدم شوخا ہوا۔

ہاں اب زیادہ اڑو نہیں مزاح کر رہی تھی میں۔ عنایہ نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

مجھے پتہ تھا چڑیل۔ زیان زبان باہر نکال کر اسے چیڑاتا وہاں سے بھاگ گیا۔

گڈ مارننگ عنایہ۔ عنایہ اس وقت کنٹین کے پاس کھڑی تھی جب آویس اس کے پاس آیا اور مسکرا کر بولا۔

گڈ مارننگ! وہ جو موبائل پہ مصروف تھی۔ موبائل رکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

ویسے آج بہت پیاری لگ رہی ہو تم۔ وہ اسے دیکھتے مسکرایا۔ اور زیان جو دور سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ انہیں ساتھ دیکھ کر اس کا سارا خون جل گیا۔

شکریہ۔ عنایہ نے ادا سے بال جھٹک کر شکریہ کہا۔

اچھا میرے ساتھ چلو گی تم۔ کہیں باہر ناشتے یا ڈنر کے لیے۔ آویس نے فوراً اس سے پوچھا۔

نہیں سوری آج تو میں بزی ہو پھر کبھی چلے گے۔ عنایہ ہاں کرنے ہی لگی تھی جب اس کے ذہن میں عریش کی بات آئی تھی کہ ان سب کو خطرہ ہے۔ اس لیے اس نے فوراً یہ پیشکش رد کر دی۔ (چلو کوئی تو عقل کا کام کیا میڈم نے۔)

اوکے۔ آویس نے سر ہلایا۔ اور وہ مسکرا کر ہاتھ ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔

تم پھر سے اس آویس کے ساتھ تھی۔ وہ لوگ اس وقت اپنے اڈے پر بیٹھے تھے۔ ان کا اڈا تھا کالج کا بیک کوریڈور۔ وہاں کوئی نہیں آتا تھا۔ اور ان سب نے مل کر اس بیک کوریڈور کو اپنا اڈا بنا لیا تھا۔ وہ کینٹین سے سارا کھانے کا سامان یہاں لے آتے

اور پھر یہاں بیٹھ کر ٹائم پاس کرتے۔ابھی بھی وہ لوگ وہی بیٹھے تھے۔اور وہ ابھی آکر اپنی کرسی پر بیٹھی ہی تھی جب زیان نے اس سے پوچھا۔

لیکن میں اس کے ساتھ گئی تو نہیں نہ۔عنایہ نے سکون سے جوس پیتے اپنی صفائی پیش کی۔

کہاں ؟زیان کو مزید برا لگا۔

ناشتے ی ڈنر کے لیے باہر۔وہ بہت سکون سے بولی۔جبکہ باقی سب اس بیوقوف کو دیکھ کر رہ گئے۔یہاں ان کی عزت و جان پر بنی تھی۔اور یہ محترمہ مزے سے جوس انجوائے کر رہی تھی۔

اب اس آویس کا کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا۔زیان غصے سے بولا۔

ہاں تمہیں تو ویسے بھی شوق ہے سب سے پنگے لینے کا۔عنایہ نے اسے گھورا۔

ہیلو ٹوپ اینڈ جیری۔زائینہ ابھی آئی تھی۔وہاں آکر ان کے ساتھ والی خالی کرسی پر بیٹھی۔

ہیلو۔ عنایہ نے بھی سرسری سا ہیلو کہا۔

ویسے یہ آویس نہ مجھے تو بہت عجیب لگا۔ اور وہ تو عنایہ کے پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔ میں نے سنا ہے وہ ابھی ابھی فون پہ کسی سے کہہ رہا تھا کہ عنایہ بہت جلد اس کے ساتھ چلے گی۔ زائینہ نے آتے انہیں بھی یہ خبر دی۔

اور پاگل نہ مانو میری بات جاؤ کرو اس سے دوستیاں۔ زیان جل کر بولا۔

ویسے تم لوگ بھی نہ وہ ڈنر پہ لے جانے کی بات کر رہا ہو گا۔ عنایہ نے پھر آویس کی طرف سے صفائی پیش کی۔ جس پر سب کے دماغ تپے۔

اچھا اور وہ تمہارا لگتا کیا ہے جو تمہیں ڈنر کروائے گا؟ عالیشہ نے گھورا۔

ویسے کبھی تو اپنی عقل استعمال کر لیا کرو۔ دعا نے بھی اسے ڈانٹا۔

عقل ہو تو استعمال کرے نہ۔ اور سحر نے تو اسے سیدھا سیدھا کم عقل کہہ دیا۔

ویسے عنایہ تو نہ سچ میں پاگل ہو گئی ہے۔روحا نے بھی اسے ڈپٹا۔وہ ساری ایک ساتھ شروع ہو چکی تھیں۔اور وہ منہ بنا کر بس ان کی سن رہی تھی۔اور باقی لڑنے بس انہیں دیکھ رہیں تھے۔

اب تم سب بھی بس کرو نہ اب بیچاری کی جان لو گے کیا؟ صرف ایک ہیر کو ہی اس کی شکل دیکھ کر ترس آیا۔

ہاں اب مجھ معصوم کی جان لو گے کیا سب ؟عنایہ نے فوراً مسکینوں والی شکل بنائی۔

آپ کے حالات دیکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آج پھر آپ سب ہمارے گھر آئیں گے۔ایک ضروری بات کرنی ہے۔زہان سنجیدگی سے بولا۔

اوکے زہان ہم آجائیں گے۔عالیشہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

اور وہ لوگ اب سب انس لوگوں کے گھر پر بیٹھے تھے۔

ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ زیان اور عنایہ کی شادی کر دی جائے۔انس نے ان سب کو فیصلہ سنایا تھا۔اور باقی سب بس اس کی شکل دیکھ کر رہ گئے تھے۔

کیا؟؟مانا کہ مجھے شادی کا بہت شوق ہے لیکن اس کے ساتھ کبھی نہیں۔زیان نے فوراً منع کیا تھا۔

اور مجھے بھی اس پھٹے ہوئے ڈھول سے شادی نہیں کرنی۔اور نہ ہی مجھے اس میں کوئی دلچسپی ہے۔عنایہ نے بھی فوراً سے انکار کیا۔

اور تمہیں کیا لگتا ہے مجھے تم جیسی بینبجی لڑکی میں دلچسپی ہو گی؟زیان نے اسے گھورا۔

اچھا میں بینبجی ہوں اور تم کیا ہو پتہ ہے؟سڑا ہوا کریلا جو ہمیشہ مجھ سے جلتا رہتا ہے۔عنایہ نے بھی حساب بے باک کیا۔یہاں اتنا سیریس مسئلہ چل رہا تھا اور وہ دونوں ابھی بھی بچوں کی طرح لڑ رہے تھے۔

اور تم جو جلی ہوئی مچھر کی تیلی جیسے سکوں ہی نہیں ہے جب دیکھو آگ لگاتی رہتی ہے لڑتی ہے۔ زیان بھی کہا چپ رہنے والا تھا۔

اسٹاپ اٹ اسٹاپ اٹ ! انس نے انہیں ڈانٹا۔ کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو اور تم دونوں کی شادی کی بات اس لیے کی ہے تا کہ تم لوگوں کو بچایا جا سکے اور وہ آویس تو ویسے ہی تمہارے پیچھے پڑا ہے۔ انس نے انہیں سنجیدگی سے سمجھایا۔ جن کا بچپنا ہی ختم نہیں ہو رہا تھا۔

بلکل ! عریش نے بھی انس کی تصدیق کی۔

لیکن ابھی ابھی یہ بات بھی تو کنفرم نہیں ہے نہ کہ وہ ہی مافیا گینگ کا ممبر ہے۔ عنایہ نے پھر سے آویس کی طرف داری کی۔ جس پر سب نے اسے گھورا۔

چڑیا یہ بھی کنفرم ہو جائے گا۔ عشان نے بھی اسے سمجھانا چاہا۔

ٹھیک ہے میں شادی کے لیے تیار ہوں۔زیان نے کچھ سوچنے کے بعد ایکدم شادی کے لیے ہامی بھری۔ جس پر سب نے منہ کھول کر اسے دیکھا۔اور عنایہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے ابھی کچا چبا جائے گی۔

لیکن مجھے یہ شادی نہیں کرنی۔ عنایہ نے منہ پھیر لیا۔

یہ ایک کنٹریکٹ میرج ہو گی۔ تم جب چاہے اسے ختم کر سکو گی۔اور یہ شادی ابھی صرف آویس کو دھوکہ دینے کے لیے اور تمہیں بچانے کے لیے کروائی جا رہی ہے۔اگر تم پہلے سے ہی کسی اور نے نکاح میں ہو گی تو وہ تمہارے ساتھ زبردستی بھی شادی نہیں کر سکے گا۔وہ کچھ غلط نہیں کر سکے گا۔زہان نے بھی اسے سمجھانا چاہا۔

ٹھیک ہے اگر یہ کنٹریکٹ میرج ہے تو پھر میری کچھ شرائط ہیں۔اس نے شرطیں رکھی۔

شرائط بھی ہیں۔یہ تو اصلی والی کنڑیکٹ میرج لگ رہی ہے۔ارحم آیان کی طرف جھک کر بولا۔

ہاں بلکل ویسے جیسے ڈراموں میں ہوتا ہے پہلے کنڑیکٹ میرج اور پھر پیار۔آیان کے بھی لب مسکرا رہے تھے۔ مسکرا کر بولا۔اور ان دونوں کی بک بک باقی سب بھی سن چکے تھے۔اس لیے اب انہیں گھور رہیں تھے۔

عنایہ تم ان سب کو چھوڑو تم اپنی شرائط بتاؤ۔زہان نے اس کی توجہ شرائط پر کرائی۔

میری پہلی شرط یہ ہے کہ شادی کے بعد مجھ پہ کوئی روک ٹوک نہیں ہو گی۔میرا جو دل کریں گا میں وہ کروں گی۔جہاں دل کریں گا وہاں جاؤ گی۔اس نے اپنی شرطیں بتانا شروع کی تھی۔اور سب اسے ہی دیکھ رہیں تھے۔

منظور ہے۔اس کی پہلی شرط پر عریش نے ہامی بھری۔

میری دوسری شرط کہ میں گھر کا کوئی کام نہیں کروں گی کیونکہ مجھے نہیں آتے۔وہ مسکرا کر گویا ہوئی۔

منظور ہے۔ عریش نے پھر ہامی بھری۔

عریش کے اس طرح منظور ہے منظور ہے۔ کرنے پر زیان کو غصہ آرہا تھا۔ نکاح اس کا ہونے والا تھا اور سے تو کوئی منہ ہی نہیں لگا رہا تھا۔ بلکہ اس سے تو کسی نے پچھ پوچھا ہی نہیں تھا۔

(یار شادی میری ہے یا ان کی ؟خود ہی منظور منظور بولیں جا رہے ہیں۔ جیسے نکاح کے وقت قبول قبول بھی انہوں نے ہی بولنا کو اور نکاح نامے پہ سائن بھی انہیں کے ہی ہونے ہوں۔)وہ صرف یہ بات دل میں ہی بول سکا تھا۔

میری تیسری آخری اور اہم شرط یہ ہے کہ میرے ساتھ ہیر اور عشان کا بھی نکاح ہو گا۔اور اس کی اس شرط پہ سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

ویسے انکا نکاح بیچ میں کہاں سے آگیا؟انس حیرت سے گویا ہوا۔

اگر یہ شرط منظور ہے تو ٹھیک ہے پھر میں شادی کے لیے تیار ہوں۔اس نے مسکرا کر سب کو دیکھا تھا۔وہ انہیں ایسی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے کہنا چاہ رہی ہو کہ اگر مروگی تو ایک دو کو تو ساتھ لے کر مروگی اکیلے نہیں مروگی۔

لیکن۔۔۔۔۔

ہمیں منظور ہے۔اس سے پہلے کہ عشان کچھ بولتا عریش نے ہامی بھر لی تھی۔جس پر سب حیرت میں تو تھے ہی ہر عنایہ کے چہرے پر بھی ایک سایہ سالہرایا تھا۔اس نے تو یہ شرط اس لیے رکھی تھی کہ یہ شادی نہ ہو پر یہ شرط بھی مان لی جائے گی یہ بات وہ نہیں جانتی تھی۔

لیکن ایسے کیسے؟ہیر کی گھٹی سی آواز آئی تھی۔

یہ بھی ایک کنٹریکٹ میرج ہی ہوگی۔ڈونٹ وری رشتہ ختم کردینا تم اگر ساتھ نہ رہنا ہوا تو۔عریش یہ بات اپنے محسوس سنجیدہ انداز میں بہت آسانی سے بول چکا تھا۔اور پھر سب خاموش ہوگئے تھے۔

عنایہ اب ہم سب کو ساتھ مل کر ایک ٹیم میں کام کرنا ہے۔کیونکہ یہ ایک سیریس ٹاپک ہے۔تم اب آویس سے ملو گی۔دونوں نکاح ہو چکے تھے۔اور اب سب ساتھ میں بیٹھے اپنا پلین ڈسکس کر رہیں تھے۔

ہاں اور وہ بھی اکیلے لیکن تب جب ہم کہیں گے۔لیکن تم گھبرانا نہیں میں ہوں تمہارے ساتھ۔زیان اب بھی اسے چھیڑنے سے باز نہیں آیا تھا۔

او پلیز مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے سمجھے تم؟عنایہ چڑی تھی۔اسے غصہ آرہا تھا۔نکاح کوئی چھوٹی بات تو نہیں ہوتا نہ۔

مجھے تمہاری مدد کرنے کا کوئی شوق بھی نہیں ہے۔وہ تو اس لیے کر رہا ہوں کہ اب تم میری زمہ داری ہو سمجھی؟زیان بھی اسی کے انداز میں بولا۔

بول تو ایسے رہے ہو جیسے میں تمہیں جانتی ہی نہیں۔ہنہہ آئے بڑے ذمہ داری والے۔عنایہ نے بھی فوراً حساب برابر کیا۔

یار ابھی تو تم لوگ لڑائی کرنا چھوڑ دو اب تو شادی ہو گئی ہے تم لوگوں کی۔ آیان پھر سے ان کی لڑائی ختم کروانے کے لیے بیچ میں کودپڑا تھا۔

ویسے ان کی کیمسٹری ہے اچھی۔ زائینہ مسکرائی تھی۔

ہاں اور اپنی اسی کیمسٹری کے چکر میں ہمیں بھی پھنسا دیا۔ ہیر رونے والی ہو چکی تھی۔ اس کے لائف میں رانجھے کی کمی تھی جو پوری تو ہو گئی تھی۔ لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ رانجھا من پسند ڈھول ہے یا زبردستی کا گلے میں پہنایا گیا ڈھول جسے اسے ساری زندگی بجانا تھا۔ وہ ساری لڑکیاں اب ایک طرف ہو کر سائیڈ پہ بیٹھی تھیں۔ اور لڑکے دوسری طرف سائیڈ پہ۔

اچھا ہیر ویسے تو سچ میں پھنسی ہے کیا؟ مطلب تم تو پسند کرتی تھی نہ عشان کو۔ روحا نے رازداری سے پوچھا۔ جس پر باقی ساری سکتے میں آئی تھیں۔ اور ہیر نے کوسا اس گھڑی کو جب اس نے روحا کو بتایا تھا کہ اسے عشان پہ کرش ہے۔

کیا؟؟؟عنایہ تقریباً چیخی تھی۔وہ اتنااونچا بولی تھی۔کہ لڑکوں نے بہ سخط ان کی طرف دیکھا تھا۔زائینہ نے اسے مکا مارا تھا۔اور سحر لڑکوں کے اشارہ کیا تھا کہ کچھ نہیں ہوا۔

کیا؟سچ میں تو اتنی چالاک ہے یار ہمیں پتہ تک نہیں چلنے دیا۔اب عنایہ نے اپنی آواز دھیمی کر کے اسے گھورا تھا۔

اوہیلو تم لوگ اب اپنا یہ ٹوپی ڈرامہ بند کرو اور چلو سب گھر چلیں۔عالیشہ تھوڑا اونچا بولی تھی اوران سب کو گھورا تھا جو کہیں بھی شروع ہو جاتی تھی۔

عالیشہ یہ زیان عنایہ اور زائینہ کو لیجاتا ہے۔عشان ہیر اور روحا کو۔اور تم اور سحر ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤ۔اب وہ ساری ایک گاڑی میں تو جا نہیں سکتی تھی۔اس لیے زہان نے گاڑیاں تقسیم کر دی۔

شکریہ۔عالیشہ نے شکریہ ادا کیا۔جس پر وہ مسکرایا۔

ویسے مجھے کباب میں ہڈی بننے کا کوئی شوق تو نہیں ہے۔ زائینہ نے کن اکھیوں سے زیان اور عنایہ کو دیکھ کر دھیمی آواز میں سرگوشی کی لیکن وہ سب اس سرگوشی کو سن چکے تھے۔ کیونکہ سرگوشی کچھ زیادہ ہی سرگوش انداز میں کی گئی تھی۔

ہاں اور مجھے بھی۔ روحا نے ساتھ فوراً زائینہ کا ساتھ دیا۔

تم نہ اپنا منہ بند کر کے گاڑی میں بیٹھو زائینہ ورنہ تمہیں یہی آیان کے پاس چھوڑ جاؤں گی۔ عنایہ نے زائینہ کو گھور کر آیان کے نام کی دھمکی دی۔ جس پر زائینہ نے آیان اور عنایہ دونوں کو گھورا۔

کیا یہ سچ کہہ رہی ہے؟ آیان مسکراتا ہوا ارحم کے کان میں گھسا۔

تو نہ سپنے دیکھنا چھوڑ دے اور وہ بھی کھولی آنکھوں سے۔ ارحم نے اسے پرے دھکیلا۔

تو بھی زیادہ بن نہیں سب جانتا ہوں میں کہ کیا چل رہا ہے تیرے اور روحا کے بیچ میں۔ آیان نے بھی حساب پورا کیا۔

وہ تو سب جانتے ہیں تو کوئی نئی بات بتانہ۔ارحم بے شرمی اختیار کرتے بولا۔

بے شرم۔آیان اسے ایک نئے لقب سے نواز کے چلا گیا۔اور وہ وہی کھڑا اس گاڑی کو دیکھ رہا تھا جس میں ابھی روحا گئی تھی۔

عنایہ لوگ گھر پہنچ چکی تھیں۔اور اب وہ ساری لاؤنج میں نیچے کلین پہ بیٹھی تھیں۔

ویسے عنایہ تجھے "بنی" سے شادی کر کے کیا محسوس ہو رہا ہے؟"روحا نے" چاکلیٹ کھاتے بہت پر سکون انداز میں عنایہ کے زخموں پر نمک چھڑکا۔

ارے کیا محسوس ہو گا بیچاری کو جس انسان سے سب سے زیادہ چیڑتی تھی اس سے" ہی شادی ہو گئی۔تو پیچھے محسوس کرنے کے لیے بچا ہی کیا؟"زائینہ نے بھی بڑے مہذب انداز میں روحا کا ساتھ دیا۔

"تم دونوں نہ اپنی بکواس بند کرو۔ جب غلطی دعا نے کی تو اس کی شادی کرتے نہ انس سر سے مجھے کیوں پھنسایا؟" وہ غصے میں تھی جو منہ میں آیا اس نے بول دیا۔

اس کی بات پر دعا نے چہرہ جھکا لیا تھا۔ باقی سب نے بھی پریشانی سے دعا کو دیکھا۔ جو چہرہ جھکا کر بیٹھی تھی۔

"اوئے پاگل یہ اس لیے کیا تاکہ تمہیں اس آویس سے بچایا جا سکے کیونکہ وہ تو تمہارے ہی پیچھے پڑا ہے۔ اور تھوڑا دماغ بھی استعمال کر لیا کرو بولنے سے پہلے۔" عالیشہ نے اسے ڈانٹا تھا۔

لیکن ابھی یہ کنفرم تو نہیں ہوا نہ کہ آویس ہی وہ مافیا گینگ کا ممبر ہے۔" عنایہ نے ایک بار پھر آویس کے حق میں احتجاج کیا۔ جس پر سب نے اسے گھورا۔

مجھے تو پورا یقین ہے کہ یہ وہ مافیا کوئی اور نہیں بلکہ آویس ہی ہیں۔" سحر بہت یقین سے بولی تھی۔

"ویسے یار یہ ہیر کیوں منہ بنا کر بیٹھی ہے؟اب تو اس کی عشان سے شادی بھی ہو گئی ہے۔" دعا نے ماحول کا تناؤ کم کرنے کے لیے سب کی توجہ ہیر کی طرف مبذول کروائی۔

"یار پسند تو کرتی ہوں میں اسے پر صرف میرا پسند کرنا کافی تو نہیں ہے نہ۔ پتہ نہیں وہ میرے بارے میں کیا سوچتا ہو گا؟" ہیر اداس سے گویا ہوئی۔

"یار کم از کم تجھے تو تیری محبت ملی نہ۔ لیکن مجھے دیکھ تو۔ یار اگر عشان تجھے پسند نہ بھی کرتا ہوا تو تم تو اسے پسند کرتی ہو نہ۔ تمہاری محبت اسے تم سے محبت کروانے کے لیے کافی ہو گی اور وہ تو ویسے بھی اچھا ہے۔ جلد تمہیں پسند کرنے لگے گا۔ تمہارا دوست بھی ہے۔ پر میرے اور اس "بنی" کے تعلق میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم دونوں ہی ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے یار۔" عنایہ بھی اداس ہی لگ رہی تھی۔

ویسے یار "بنی" تو ایسے منہ بنا کر کیوں بیٹھا ہے؟" آیان جو کب سے زیان کو صدمے کی حالت میں بیٹھا دیکھ رہا تھا گویا ہوا۔

اوئے بدواب ایسے نہ بیٹھے تو اور کیا کریں اب وہ اپنی زبردستی کی شادی کی خوشی میں بھنگڑا ڈالے کیا؟" ارحم نے آیان کو لتاڑا۔

کیا یار تم لوگ اسے سمجھانے کی بجائے اس کا دل اور خراب کر رہیں ہو۔" انس نے انہیں عقل دلانہ چاہی۔

ہاں میری تو کسی کو فکر ہی نہیں ہے۔ جیسے ساری زبردستی بس اس "بنی" کے بچے کے ساتھ ہوئی ہے۔ میرے ساتھ تو کچھ ہوا ہی نہیں۔ عشان خفا سا گویا ہوا۔

ارے بھائی تیری فکر بھی ہے۔" عریش ان کی بک بک سے تنگ آچکا تھا اس لیے چیڑا۔

ویسے یار عشان اس "بنی" کا سوگ منانا تو سمجھ بھی آتا ہے پر تو کیوں سوگ منا رہا ہے؟ ہیر تو ویسے بھی تیری اچھی دوست تھی۔ اور تم لوگوں کے درمیان تو

انڈرسٹینڈنگ بھی بہت اچھی تھی۔ پھر کیا ہوا؟"زہان عشان کی طرف متوجہ ہوا۔

ارے یار دوست تک تو ٹھیک تھا۔ پر بیوی؟ پتہ نہیں وہ مجھ پسند بھی کرتی ہو گی یا" نہیں؟"عشان پریشان لگ رہا تھا۔

ارے بس اتنی سی بات یہ تو میں یوں یوں پتہ لگوالوں گا۔"آیان نے چٹکی بجائی" تھی۔ کہ وہ چٹکیوں میں پتہ لگوالے گا کہ ہیر عشان کو پسند کرتی ہے یا نہیں۔

اچھا اب جاؤ سو جاؤ سب ویسے بھی رات ہو گئی ہے بہت۔"زیان نے بڑے" بزرگوں کی طرح سب کو سونے کی تقید کی اور خود آٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ باقی سب اسے دیکھ کر رہ گئے۔

ابھی وہ کالج میں اپنے اڈے پر کھڑا اس محترمہ کو تلاش کر رہا تھا۔ جب اسے وہ پودوں کے پاس کھڑی نظر آئی تھی۔ وہ اسے تنگ کرنے کے لیے بھاگ کر اس کے پاس پہنچا۔

اوئے مس چڑیل میری بات سنو۔" وہ اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا تھا۔ وہ ایکدم" پلٹی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔ اس نے اس وقت پرپل کلر کی فراک پہن رکھی تھی جو گھٹنوں سے تھوڑی نیچے تک آتی تھی۔ فراک کے دامن پر بہت خوبصورتی سے کام کیا گیا تھا۔ وہاں پر کڑھائی سے خوبصورت سے چھوٹے چھوٹے پھول بنائے گئے تھے۔ اور پھر ان پھولوں میں پرپل رنگ کے موتی پروئے گئے تھے۔ جو بہت حسین لگ رہے تھے۔ وہ خود اس فراک میں کھلتا ہوا پھول ہی لگ رہی تھی۔ ڈوپٹہ کندھے پر تھا۔ اور بال کھلے تھے۔ جو ہوا کی وجہ سے بار بار آ رہیں تھے۔

زیان کا ہاتھ خود بہ خود اس کے بالوں کی طرف اٹھا تو اور اس نے بہت نرمی سے اس کے ماتھے پر آنے والے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا تھا۔ وہ ایک لمحے کے لیے ساکت ہوئی تھی۔ آس پاس کی ہر چیز جیسے ساکت ہو گئی تھی۔ وقت جیسے ایک لمحے

کے لیے تھم سا گیا تھا۔اور وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہیں تھے۔جیسے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے کیسی اور جہاں میں پہنچ چکے تھے۔

جب اس فضو خیز لمحے کو ایک نسوانی آواز نے توڑا تھا۔ہر چیز پھر سے حرکت میں آئی تھی۔درختوں سے گرتے پتے جو ساکت ہو چکے تھے وہ حرکت میں آئے تھے۔
زیان کا ہاتھ فوراً اس کے بالوں سے نکلا تھا۔وہ دونوں ہوش میں آئے تھے۔یہ آواز ان کے کیمسٹری کے سر کی تھی۔جو ہال میں دوسری طرف کھلتے بچوں سے مخاطب تھے۔

"ک۔۔کیا ہوا؟"ہوش کی دنیا میں قدم رکھتے عنایہ نے اسے دیکھا تھا۔جواب اس سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔وہ اپنے قدم اس سے پیچھے لے چکا تھا۔عنایہ کی آواز لڑکھڑائی تھی۔

"وہ میں تمہیں کچھ بتانے آیا تھا۔"زیان اب ادھر ادھر دیکھنے میں مصروف تھا۔

"ہاں بولو کیا بتانا تھا۔" وہ اپنی دل کی دھڑکن نارمل کرنے میں مصروف تھی۔

"پہلے تم مجھے آپ کہو اب شوہر ہوں تمہارا سو مجھے آپ کہا کرو۔" زیان نارمل ہو چکا تھا۔ اس لیے واپس اپنے ٹریک پہ آگیا۔

"او رئیلی؟ تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں آپ کہوں گی؟" اس کی بات سن کر عنایہ بھی نارمل ہو چکی تھی اور اسے غصہ بھی آیا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے والے لمحوں کا اثر پل میں غائب ہوا تھا۔

"آپ تو تم مجھے کہو گی." زیان نے بہت یقین سے کہا تھا۔

"ویسے اگر فالتو کی بکواس ہو گئی ہو تو کام کی بت بتاؤ۔" عنایہ نے اس سے اس کے یہاں آنے کی وجہ پوچھی۔

"ہاں ابھی نہ وہ آویس یہاں آئے گا اور تمہیں اپنے ساتھ لانچ پہ لیجانے کا کہے گا تو تم اس کے ساتھ چلی جانا لیکن دیکھو۔ پریشان مت ہونا میں ہوں تمہارے ساتھ۔" اس نے اس کام کی بات بتائی اور اپنے ساتھ ہونے کا یقین بھی دلایا۔

"بس بس اب زیادہ باشن نہیں دو اور یہ بتاؤ کہ تمہیں کیسے پتہ کہ وہ آکر یہی کہے گا؟"عنایہ نے اسے مشکوک انداز میں دیکھا۔

"ارے یار ابھی ابھی اس کی باتیں سن کر آیا ہوں۔ اچھا میں چلتا ہوں وہ یہی آرہا ہے."زیان جلدی جلدی بول کر وہاں سے جا چکا تھا۔

زیان وہاں بنے درخت کے پیچھے چھپا ان پر ہی نظر رکھیں ہوئے تھا۔

"ہائے عنایہ! کیسی ہو؟"آویس نے اس کے قریب آکر ہاتھ ہلایا۔

"میں ٹھیک 'تم بتاؤ کیا حال ہے تمہارا؟"عنایہ نے بھی اس سے حال چال پوچھا۔

"میں بلکل ٹھیک، ویسے میں یہ کہہ رہا تھا کہ کافی وقت سے میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ میرے ساتھ کہیں چلو پر تم مان ہی نہیں رہی لیکن آج میں انکار نہیں سنوں گا تو چلو کہیں اچھا سا لنچ کرنے چلتے ہیں۔"آویس فوراً مدعے پہ آیا اور عنایہ کا ہاتھ تھاما۔

"میں چل رہی ہوں تم میرا ہاتھ چھوڑ دو۔"عنایہ نے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔

اس کی اتنی ہمت میری بیوی کا ہاتھ پکڑا دیکھ بیٹا تو تیرا کرتا کیا ہوں اب میں۔" یہ" دیکھ کر درخت کے پیچھے چھپے زیان کو آگ سی لگی تھی۔

وہ لوگ اب ریسٹورنٹ پہنچ چکے تھے۔ عنایہ نے زیان کے کہے پر عمل کرتے جان بوجھ کر میز پہ رکھا جوس اس پر گرایا۔

اوسوری۔ وہ غلطی سے گر گیا۔" عنایہ نے فوراً معذرت کی۔"

کوئی بات نہیں تم بیٹھو میں بس ابھی آیا۔" وہ مسکرا کر وہاں سے اٹھا۔"

اوئے چڑیا! چلو یہاں سے اور یہ چٹ یہاں پر رکھ دو۔" آویس کے جانے کے" فوراً بعد زیان پچھلی میز سے اٹھ کر اس کے پاس آکر اس سے مخاطب ہوا۔ اور وہ سب بھلا کر اس دیکھنے میں مصروف تھی۔

ارے اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو کچھ بولو بھی۔ کام نہ ہو تو فالتو کا بول کر دماغ کھاتی" رہتی ہو۔ اور اب بول ہی نہیں رہی۔" زیان نے اس کی خاموشی پر اسے گھورا۔

میں یہ دیکھ رہی تھی کہ آج تم نے مجھے پاگل، چڑیل یا بندریا کہنے کی بجائے چڑیا" کہا۔"وہ مسکرائی۔

غلطی ہو گئی مجھ سے اب اٹھو۔"وہ تپا ہوا تھا۔"

نہیں غلطی نہ مجھ سے ہوئی ہے جو تم سے ایسے پیار سے بات کی تم نہ اس لائق ہی" نہیں ہو کہ کوئی تم سے پیار سے بات کریں."اور یہاں پر ان کی لڑائی پھر شروع ہو چکی تھی۔

اوئے بھائی اب لڑائی بند کرو اور وہاں چھپ کر دیکھو کہ وہ کیا کرتا ہے جلدی" کرو۔"عین وقت پر آیان نے آکر ان کی لڑائی بند کروائی۔

تم یہاں کیسے؟"ان دونوں نے خیرت سے اڈے دیکھا۔"

یہ سوال کرنے کا وقت نہیں ہے۔گدھوں۔"وہ ان دونوں کے لے کر فوراً پیچھے" والی میز کی طرف گھما۔

آویس واپس آچکا تھا۔"یہ کہاں گئی؟"اس نے خالی کرسی کو گھورا۔جب اسے میز پر ایک چٹ چپکی نظر آئی۔اس نے وہ چٹ کھول کر دیکھی۔اس پہ لکھا تھا۔"آئم سوری! میں ایسے ہی جارہی ہوں پر مجھے ایک بہت ضروری کام آگیا ہے سوری آگین۔"وہ پرچی پڑھتے ہی آویس کے تیور بدلے تھے اس نے وہ پرچی ہاتھوں میں نسلی تھی۔ تبھی اس کی نظر اپنے بجتے فون پر پڑی۔

ہاں نہیں چلی گئی ہے وہ لیکن کوئی نہیں میں بھی اسے پکڑ کر رہوں گا۔مافیا ہوں" میں کوئی عام انسان نہیں جیسے وہ یوں پاگل بنا سکیں۔"اور اس نے ٹھک سے فون بند کیا۔

یہ انکشاف سنتے ہی عنایہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔زیان نے اسے دیکھا اور پھر گویا ہوا۔

کیا کہا تھا میں نے ہمم؟"وہ عنایہ سے مخاطب تھا۔جو اپنا نچلا ہونٹ کترنے میں" مصروف تھی۔

کیا کہا تھا؟"آیان نے حیرت سے اسے دیکھا۔"

ہاں ہاں پتہ ہے! تم نے جو کہا تھا وہ سچ ہو گیا ہے تو اب زیادہ اڑو نہیں۔ بلکہ اسے" پکڑنے کا سوچو۔"عنایہ نے یہ مدعہ بھی اسی کے سر ڈالا۔

وہ تو اب بھائی ہی بتائیں گے۔"زیان بھی سنجیدہ ہوا۔"

ویسے مجھے تم لوگوں کی کچھ سمجھ نہیں آئی۔"آیان نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔"

سمجھنے کے لیے دماغ ہونا ضروری ہے۔"زیان نے بہت سنجیدگی سے اسے بد دماغ" ڈیکلیئر کر دیا۔

مطلب؟"اور اس گدھے کو پھر بھی سمجھ نہیں آئی۔"

آیان تمہیں اپنی بعزتی کروانا اچھا لگتا ہے کیا؟"اب وہ لوگ گاڑی میں بیٹھ چکے" تھے۔عنایہ نے بھی اسے دو چار سنائی۔

ارے نہیں بھابھی، بھائی نہ ویسے ہی میری بعزتی کرتا رہتا ہے۔"آیان نے" خالص دیوروں والا انداز اپنایا تھا۔

"ہاں یار زیان تم سچ میں بیچارے میرے دیور کو بہت تنگ کرتے ہو۔ سوری بولنا چاہیے تمہیں۔" عنایہ نے بھی ایک لمحے کے لئے خود کو اس کی بھابھی ہی سمجھا تھا۔

"میں نہیں بول رہا سوری." زیان نے گاڑی چلاتے منہ بنایا۔

"میرے لیے بول دو۔" وہ نجانے کس لمحے کے زیر اثر تھی۔ ایسے بات کر رہی تھی جیسے زیان تو اس کی ہر بات مانتا ہو۔

"اوکے ! میری پیاری سی وائف جو آپ کا حکم۔" وہ مسکرایا تھا۔ اور آیان حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"جا آیان تجھے معاف کیا میرا دل بہت بڑا ہے۔" زیان نے اس سے معافی مانگنے کی بجائے اس سے معافی دے دی تھی نجانے کس خطا کی۔

"زیان !!!" عنایہ نے اسے گھورا۔

سوری وائفی! سوری آیان۔" زیان نے مسکرا کر اپنی بیوی کو سوری بولا اور آیان" کے منہ پر سوری مارا تھا۔

ارے واہ یار تم دونوں تو اپنی لڑائی چھوڑ کر ایسے کپلز کی طرح پیار سے بات کر" رہیں تھے مزہ آگیا۔" آیان چہکا تھا۔

(پھر جب ان دونوں کو احساس ہوا تو دونوں ہی کنفیوز ہو گئے تھے۔)

بد تمیز انسان تم نے بھابھی کہہ کر مجھ سچ میں بھابھی والی فیلنگ دے دی تھی پٹو" گے مجھ سے تم۔" عنایہ نے سارا الزام معصوم لفظ بھابھی پر ڈال دیا۔

اور مجھ سے بھی پٹو گے۔" زیان نے بھی اسے گھورا تھا۔"

مجھ بعد میں مار لینا پہلے گاڑی چلانے پر فوکس کرو۔" اس نے زیان کی توجہ سڑک" کی طرف کروائی۔ باقی کا سفر خاموشی سے گزرا تھا۔ آیان بیچ بیچ میں بول رہا تھا۔ پر وہ دونوں خاموش تھے۔

"کیسا رہا سب ؟" وہ گھر پہنچ چکے تھے۔اور اب زہان ان سے صورتحال کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔

"سب ٹھیک رہا۔" زیان نے مختصر جواب دیا۔

"صرف میری وجہ سے." آیان فوراً بیچ میں کودا۔

"کیا پتہ چلا پھر ؟" اب عریش نے انہیں مخاطب کیا۔

"وہ مافیا گینگ کا ممبر آویس ہی تھا۔جواب ہمیں پتہ ہے۔" اب عنایہ بولی تھی۔اور سب نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا تھا جیسے کہہ رہیں ہوں۔"کیا کہا تھا ہم نے ؟؟"

"صرف میری وجہ سے۔" آیان کی زبان رکھجلی ہوئی تو پھر بولا۔جس پر سب نے اب اسے گھورا۔

"ہاں بھائی ہمیں پتہ ہے سب تیری وجہ سے ہی ہوا ہے۔اس لئے چپ رہ۔" انس نے اسے چپ رہنے کی تلقین کی۔جس پر وہ منہ بنا گیا۔

اس کی ستھری ہوئی۔"زائینہ مسکرائی تھی۔"

اب کیا ہوگا؟"روحا تھوڑا گھبرائی تھی۔"

تم پریشان نہیں ہو سب ٹھیک ہی ہوگا۔"ارحم نے اسے تسلی دی۔"

ویسے یہ عشان کہا ہے؟"ویسے سب تھے بس عشان نہیں تھا تو سحر نے اس کے بارے میں دریافت کرنا چاہا۔

اپنے کمرے میں پڑا ہوگا کہیں میں اسے لے کر آتا ہوں۔"آیان نے اسے جواب دیا اور اٹھنے لگا جب عالیشہ نے اسے روک لیا۔

"نہیں رہنے دو ویسے بھی اب ہم گھر جائیں گے۔"

اوکے دھیان سے جایئے گا۔"عریش نے سحر جو دیکھ کر کہا تھا۔"

اوکے۔"سحر مسکرائی تھی۔"

وہ لوگ اپنے گھر جا چکی تھیں۔اور زیان لوگ سب ایک کمرے میں بیٹھے تھے۔

جب زیان خود سے بولا۔

"ویسے آج گاڑی میں مجھے ہو کیا گیا تھا؟میں نے اس کڑوے کریلے کو چڑیا کہا۔اور پھر اس سے اتنے پیار سے بات بھی کی۔کیا ہو کیا گیا ہے مجھے؟"

"پیار۔"ارحم نے یک لفظی جواب دیا۔

"کیا؟؟"زیان نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"ہاں تجھے نہ بھابھی سے پیار ہو گیا ہے۔"ارحم نے پھر وہی بات کہی۔

"ویسے یہ تو مجھے بھی لگا تھا پر یہ ہوا کیسے؟"آیان نے پھر منہ کھولا اور کچھ الٹا ہی بولا بلکل اپنی طرح۔

"آیان پلیز یار جب دماغ نہیں ہے تیرے پاس تو"تو"اسے چلانے کی ناکام کوشش کیوں کرتا ہے؟"ارحم نے اسے گھورا اور دانت پیسے۔

اس بنی کو ہمیشہ سے عنایہ سے پیار تھا اب نہیں ہوا اب تو اڈے صرف احساس ہوا" ہے۔ پیار تو پہلے سے تھا۔" زہان نے بھی ان کی گفتگو میں حصہ لیا تھا۔

اس وقت عنایہ لوگ سب ایک کمرے میں بیٹھی تھیں۔ اور عنایہ خود سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔

یار یہ گاڑی میں کیا ہو گیا تھا مجھے؟ میں اس سڑے ہوئے کدو سے پیار سے بات" کیوں کر رہی تھی؟" وہ چھت کو دیکھتی خود سے ہی باتیں کرنے میں مصروف تھی۔

پیار والا جادو کر دیا ہے زیان نے تم پر۔" ہیر نے اپنی منطق پیش کی۔ وہ بھی کلین" پر اس کے ساتھ لیٹی چھت کو ہی گھور رہی تھی۔

کیا؟؟" عنایہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔"

وہ جادو جو عشان نے مجھ پر کیا ہے وہ ہی جادو زیان تم پر کر چکا ہے۔" وہ ابھی تک" چھت کو ہی گھور رہی تھی اور عنایہ اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

ارے بہن تو فکر نہ کر تیرا وہ عشان بھی تجھ سے محبت کرتا ہو گا اس لیے ابھی یہ" کرنج پھیلا کر ہمارا دماغ خراب مت کر۔" زائینہ جو سٹڈی ٹیبل کے سامنے بیٹھی ناول پڑھ رہی تھی اس ہیر بات پر تپی۔

ویسے عنایہ تو کتنی۔ بڑی چھپی رستم نکلی پیار بھی کر لیا اور ہمیں بتایا تک نہیں۔""" اب زائینہ کی گھوریوں کا رخ عنایہ کی طرف تھا۔

یار تم لوگوں کو کیا خاک بتاتی؟ مجھے خود ابھی پتہ چلا ہے کہ یہ پیار ہے۔" عنایہ نے" بھی بدلے میں اسے گھورا۔

لو نئی بات سن لو بھئی جسے پیار ہے اسے ابھی پتہ چل رہا ہے واہ۔" زائینہ کہاں باز" آنے والی تھی۔

وہ اس کے کمرے کے باہر کھڑا تھا۔ رات کا ایک بج رہا تھا۔ اور وہ اس کے کمرے میں جانے کے لئے راستہ ڈھونڈ رہا تھا۔ جب اسے ایک کھڑکی کھولی دیکھی گئی۔ وہ فوراً سے پہلے اس کھڑکی کی طرف بڑھا۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ کھڑکی پھلانگ کر اس کے کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔ وہ بیڈ پر بے سود پڑی سو رہی تھی۔ اس کے کمرے کی کھڑکی باہر آنگن میں کھلتی تھی۔ اس لئے وہ آسانی سے اس کے کمرے میں داخل ہو گیا تھا۔ اس نے اس کے کمرے میں ایک تفصیلی نظر دہرائی تھی۔ اس کے کمرے میں لائٹ پرپل اور بے بی پنک کلر کا پینٹ ہوا تھا۔ دیواروں پر بہت خوبصورت سی پینٹنگز لگی تھیں۔ بیڈ پر پرپل کلر کی بیڈ شیٹ بچھی تھی اور پرپل کلر کا ہی بستر تھا۔ پرپل کلر کی چادر سے وہ خود کو ڈھانپ کر سو رہی تھی۔ بیڈ کے ساتھ قد آور شیشہ رکھا تھا۔ اور بائیں طرف سٹڈی ٹیبل پر بے ترتیبی سے کتابیں پڑی تھیں۔ سٹڈی ٹیبل کے ساتھ ہی ڈریسنگ روم کی طرف کا دروازہ کھلتا تھا۔ اس کا کمرہ بہت بڑا تھا۔

اور بیڈ پر وہ اپنے ٹیڈی بیئر کو بانہوں میں بھر کر سو رہی تھی۔ چادر سے اس نے اپنا وجود چھپا رکھا تھا بس اس کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔ وہ اس کے بیڈ کے پاس سٹول رکھ کر اس پہ بیٹھ کر اسے دیکھنے میں مگن ہو چکا تھا۔

"ویسے یہ سوتے ہوئے کتنی کیوٹ لگ رہی ہے۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ابھی وہ اسے دیکھ ہی رہا تھا۔ کہ عنایہ کسمسائی اور پھر اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی۔

"یہ زیان اب میرے خوابوں میں بھی آنے لگا ہے۔" وہ اس کے وجود کو ایک خواب سمجھ رہی تھی۔ زیان نے ایک پر سکون سانس خارج کی۔

"ویسے کیوں آئے ہو تم میرے خواب میں؟" وہ اسے دیکھ کر مسکرا کر کہنے لگی۔

"تم بتاؤ تم نے مجھے کیوں بلایا اپنے خواب میں؟" زیان بھی مسکرا کر بولا۔

"نہیں بتا سکتی تمہیں پتہ چل جائے گا۔"

نہیں چلے گا پتہ یہ تو تمہارا خواب ہے نہ تمہارے اٹھنے کے بعد ختم ہو جائے گا۔" ویسے بھی جو باتیں حقیقت میں ایک دوسرے کو نہیں بتائی جاتی وہ خواب میں بتائی جاسکتی ہے۔" زیان نے اسے سمجھایا وہ نجانے کیا سننا چاہتا تھا۔ جو اسے بولنے پر مجبور کر رہا تھا۔

تو پھر تم بتاؤنہ کیا کہنے آئے ہو میرے خواب میں ؟" عنایہ پھر اسی سے پوچھنے " لگی۔ زیان نے اسے گھورا اور تبھی زیان کی کہنی پاس پڑے میز پر لگی۔ اور ہلکی سی آواز پیدا ہوئی جس سے عنایہ ہوش میں آئی۔

ت۔ تم یہاں رئیل میں ؟" وہ تو اس سب کو خواب ہی سمجھ رہی تھی۔ لیکن " حقیقت میں زیان کو یہاں دیکھ کر وہ ہکلائی تھی۔

ہاں وہ میں 'کیوں نہیں آسکتا کیا میں ؟ کسی اور کے نہیں بلکہ اپنی بیوی کے کمرے " میں آیا ہوں۔" زیان اسے صفائی دینے لگا تھا۔ مگر اسے تنگ کرنے کے ارادے کو مد نظر رکھ کر صفائی دینا ترک کر دیا۔

"تم یہاں آئے کیوں تھے؟" وہ اب اٹھ کر بیٹھ چکی تھی اور حیران نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اب کوئی غلط فہمی نہ پال لینا میں تمہیں پلان سمجھانے آیا تھا کہ کیسے اس آویس کو پکڑنا ہے۔ مگر تم تو اپنے ہی خیالوں میں گم تھی۔" زیان نے سارا الزام اسی پہ ڈالا۔

"ہاں وہ" میں "نیند میں اکثر کچھ الٹی سیدھی بکواس کرتی رہتی ہوں۔ تو جو سب میں نے کہا اسے اگنور کرو اور پلان بتاؤ۔" عنایہ بھی نارمل ہوئی۔

"پلان یہ ہے کہ تم اس آویس کو ہمارے سیکرٹ بیسمنٹ میں لاؤ گی۔ باقی ہم سب دیکھ لے گے۔" زیان نے اسے پلان سمجھایا۔

"ایسے کیسے تم لوگ سب دیکھ لو گے؟ پولیس کیس ہے یہ سو اس سب میں پولیس کو بھی تو انوالو کرنا ہو گا نہ۔" عنایہ نے اپنی سمجھداری کا ثبوت پیش کیا یہ مشورہ دے کر۔ جس کی زیان کو کوئی ضرورت نہیں تھی۔

بیوی آپ کواس سب کی ضرورت کرنے کی فکر نہیں ہے۔آپ بس آرام" کریں۔زیان مسکرا کر بولتا ہوااس کے ماتھے پہ ہونٹ رکھتے ہٹا۔اس کو سٹل دیکھتے آنکھ ونک کرتے کھڑکی پھلانگ گیا۔اور وہ دل پر ہاتھ رکھیں بیٹھی ابھی تک یہ ہی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ یہ ہوا کیا ہے؟اس کا ہاتھ اپنے ماتھے پر گیا تھا۔اور پھر گالوں پراس کے گال گرم ہو رہے تھے۔اوراس کا چہرہ لال ٹماٹر کی مشابہت اختیار کر رہا تھا۔وہ اپنے گال تھپتھپا کر بستر میں گھسی۔مگراب نیند کہاں آنی تھی۔

اگلے دن وہ لوگ کالج میں اپنے اڈے پہ بیٹھی گپے مار رہیں تھیں۔لڑکے ابھی نہیں آئے تھے۔وہ آویس کو پکڑنے کاانتظام کر رہیں تھے۔

زائینہ تم لوگ بیٹھو میں آتی ہوں ابھی۔"عنایہ کو متلی سی محسوس ہوئی تھی۔تو وہ" اٹھنے لگی۔اصل میں عنایہ میڈم کو زیادہ گھی سے الرجی تھی۔اور یہ جانتے ہوئے بھی میڈم جان بوجھ کر صبح ٹوسٹ کو اچھا ساتل کر کھا کے آئی تھی۔اب طبعیت خراب ہونا تو بنتا تھا۔

تو اکیلی کہاں جارہی ہیں؟ عریش بھائی نے کہا تھا کہ تمہیں اکیلے کہیں نہیں جانے" دینا۔ تو اس لئے میں بھی تیرے ساتھ آرہی ہوں۔"زائینہ بڑی باجیوں کی طرح سمجھداری دیکھاتے بولی۔

روکو تم دونوں پاگل ساتھ اکیلی نہ جاؤ ایک کام کرتے ہیں ہم سب ساتھ جاتے" ہیں۔" عالیشہ نے مشورہ دیا۔

ٹھیک ہے آجاؤ۔"وہ ساری واشرومز کی طرف چل پڑی تھی۔ مگر۔۔۔۔ابھی وہ" اپنا اڈا کراس کر کے دوسرے بلاک کی طرف بڑھی ہی تھی کہ ان سب کو پیچھے سے ایک ایک آدمی نے پکڑا تھا۔اس سے پہلے کے وہ کچھ سمجھتیں وہ آدمی انہیں بے ہوش کر چکے تھے۔

اصل میں آویس کو پتہ چل گیا تھا کہ عنایہ اور زیان کی شادی ہو گئی ہے۔اور وہ لوگ اس کا سب بھی جان چکے ہیں۔اور اب اس کے پیچھے پڑے ہیں۔یہ سب آویس کو اس کے جاسوس ساتھی نے بتایا تھا۔جو کل سے زیان کی ایک ایک حرکت

پر نظر رکھے ہوا تھا۔اب اس سے پہلے کے زیان لوگ کچھ کرتے آویس کو کچھ کرنا تھا۔سو وہ ان سب کو اگواہ کروا چکا تھا۔

آویس انہیں ایک پرانے سے گودام میں لے کر آیا تھا۔اور ان سب کو اس وقت رسیوں سے باندھ رکھا تھا۔گودام میں ہر جگہ دھول اور مٹی تھی۔ایسے جیسے اسے صدیوں سے صاف نہ کیا گیا ہو۔گودام میں ایک طرف بہت سی بھوریاں پڑی تھی۔جن میں شاید نہیں یقیناً حرام مشروب رکھا تھا۔

اور گودام کے ایک طرف ان ساتوں کو کرسیوں پہ بندھا گیا تھا۔

انہیں اب ہوش آچکا تھا۔آویس قدم قدم چلتا عنایہ کے قریب آیا تھا۔جو خون آشام آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔

"عنایہ تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ تم مجھے اپنے جال میں پھنساؤ گی ہاں؟ میں کیا تمہیں شکل سے گدھا لگتا ہوں؟" شروع میں تنز کرتے آخر میں وہ سختی سے بولا تھا۔

"لگتے کیا ہو تم تو ہو گدھے۔" عنایہ اب بھی زبان درازی سے باز نہیں آئی تھی۔

"میں اگر نرمی سے پیش آرہا ہوں تو کیوں چاہتی ہو کہ تمہارے پر کاٹوں؟ لیکن کیا ہے نہ کہ میں پہلے تمہارے اس شوہر کی جان لوں گا پھر اس کے سب دوستوں کی جنہوں نے مجھے پکڑنے کے بارے میں سوچا۔ اور پھر ان سب کی لاشوں کے سامنے تم لوگوں کو ماروں گا۔ بس صبر کرو تھوڑا۔" وہ خباثت سے بولا تھا۔

"اتنی اوقات نہیں ہیں تمہاری کہ تم ان کا کچھ بیگاڑ سکو۔ ہاتھ کھولو ہمارے ہم تمہیں بتائے کہ تمہارے لئے تو ہم ہی کافی ہیں۔" عنایہ بھی پھنکاری تھی۔ ان کو باتوں میں لگا دیکھ کر عالیشہ نے اپنی چوڑی کو توڑ کر اس کے ٹکڑے سے رسی کو کاٹنا شروع کیا تھا۔ اور باقی ٹکڑے اس نے دعا کو پکڑائے تھے۔ ان کی کرسیاں ساتھ جوڑی تھیں۔ جس کی وجہ سے عالیشہ نے بہت آسانی سے وہ ٹکڑے دعا کے ہاتھ

میں دیے تھے۔اور پھر دعا نے ایک ٹکڑا اپنے پاس رکھ کر باقی ٹکڑے اپنے ساتھ والی کرسی پہ بندھی سحر جو تھمائیں تھے۔اور سحر نے بھی ایسے ہی ایک ٹکڑا اپنے ہاتھ میں رکھ کر باقی ہیر کو تھمائین تھے۔اور ہیر نے بھی یہ ہی عمل دہرایا تھا۔ایک اپنے پاس رکھ کر باقی ٹکڑے روحا کو تھمائیں۔ایسے ہی روحا نے زائینہ کو اور زائینہ نے بہت چالاکی سے وہ عنایہ کو ٹکڑا تھمایا تھا۔چوڑی توڑتے ہوئے عالیشہ کے ہاتھ پر بھی لگ گئی تھی اور اس کے ہاتھ سے خون نکل رہا تھا۔لیکن اس نے اس پر زیادہ دھیان نہیں دیا تھا۔ابھی اس دو نمبر مافیا کو ویمن پاور دیکھانا زیادہ ضروری تھا۔باقی سب نے ہاتھوں پر بھی چوڑی لگی تھی۔لیکن وہ ساری مضبوط تھیں۔ابھی بات اپنی عزت و آبرو کو بچانے کی تھی سو۔۔۔اس سب کے آگے یہ چوڑی کے چھوٹے سے زخم کوئی معنی نہیں رکھتے تھے۔

بھائی یہ ساری ایک ساتھ کہاں چلی گئی ہے۔فون بھی نہیں لگ رہا ان کا۔"زیان" لوگ اس وقت کالج میں موجود تھے۔وہ لوگ ابھی سب کام ختم کر کے آئے تھے۔اور ان سب کو ڈھونڈ رہے تھے۔

"زیان تم پریشان نہ ہو مجھے شک تھا کہ یہ آویس کچھ نہ کچھ ضرور کریں گا اس لئے میں نے عالیشہ کے بیگ پہ ٹریکنگ چپ لگا دی تھی۔اس سے ہم جان سکے گے کہ وہ کہاں ہیں۔اور انہیں سن بھی پائے گے۔"زہان نے سب کو دیکھا تو وہ کچھ پر سکون ہوئے۔

"ارے پریشان نہیں ہو تم لوگ بس تھوڑی دیر اور پھر ان سب کی لاشیں تم لوگوں کے سامنے ہو گی۔"آویس اپنے موبائل کو تھامے بول رہا تھا۔اس کی نظریں مسلسل موبائل پہ تھی۔جیسے وہ کسی کی کال کا انتظار کر رہا ہو۔

"اچھا بیٹا دو منٹ صبر کر و یہ تو تمہیں ابھی پتہ چل جائے گا کہ کس کے سامنے کس کی لاشیں ہوں گی۔"عالیشہ دل میں بولی تھی۔کچھ دیر وہاں خاموشی چھائی رہی۔

طوفان سے پہلے والی خاموشی۔اتنی دیر تک وہ لوگ اپنے ہاتھ کھول چکی تھیں۔

(اور بس پھر ہو جاتی سب کی اور ایکٹنگ شروع۔)

"بیٹا آویس تیری خیر نہیں اب"عنایہ ہلکی سا بر بڑائی تھی۔اس کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"تیری تو ہمیں مارنے والا تھا ابھی بتاتی ہوں تجھے"زائینہ نے اسے گھورا۔جو موبائل میں لگا تھا۔اس کا دھیان ان کی طرف نہیں تھا۔دروازے پر جو گارڈز کھڑے تھے وہ بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھے۔

"ہاں اور ابھی تو میری اور ارحم کی شادی بھی نہیں ہوئی۔"روحا نے زائینہ کی بات کا جواب دیا۔دوسری طرف گاڑی میں ان کی باتیں سنتے ارحم کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی روحا کی بات سن کر۔

"اوئے پاگلوں اب بولتی ہی رہو گی یا کچھ کرو گی بھی؟"دعا نے ان سب کو گھورا تھا۔

"ہیلو مسٹر! کچھ کہہ رہے تھا کیا تم؟" عالیشہ نے اسے مخاطب کیا۔

"تم سب نے ہاتھ جیسے کھولے اپنے؟" آویس نے انہیں حیرت سے گھورا۔

"ابھی تو صرف ہاتھ کھولے ہیں تو تمہارے یہ حال ہے۔ جب تمہاری ہڈیاں کھول کھول کر توڑے گے تب کیا کرو گے۔؟" یہ دعا تھی۔

"اچھا بہت بولنا آرہا ہے تم لوگوں کو ابھی بتاتا ہوں۔ گارڈز آٹیک۔" وہ گارڈز کو دیکھتے چیخا تھا۔ وہ سب ان کی طرف بھاگے تھے۔

عالیشہ نے مارشل آرٹس سیکھ رکھی تھی۔ وہ کونگ فو کراٹے چیمپئن تھی۔ اور اس نے ان سب کو بھی اس کی تھوڑی سی تعلیم دے رکھی تھی۔ تاکہ اگر کبھی مستقبل میں ان پہ کوئی مصیبت آئے تو وہ اپنی حفاظت کر سکیں۔ اور آج یہ تعلیم کام آنے والی تھی۔

گارڈز آگے بڑے تھے۔ وہ بارہ ہٹے کٹے جوان تھے اور یہ سات تھیں۔ پہلے سات گارڈز آگے آئے تھے۔ ساتوں کے پاس ایک ایک گارڈ آیا تھا۔ اور وہ بڑی مہارت

سے انہیں مزہ چکھا چکی تھیں۔ پھر باقی کے پانچ بھی آگے بڑھے لیکن وہ بھی مات کھا چکیں تھے۔

"کچھ کہہ رہے تھا کیا تم مسٹر آویس؟"اب سحر نے اسے مخاطب کیا تھا۔وہ حیرت بڑی نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

اب تو تم گئے۔"یہ زائینہ تھی۔"

"یار مجھے معاف کر دو میں تو سچ میں بہت ڈر گیا ہوں۔دیکھو میرے ہاتھ بھی کانپ رہیں ہیں۔"آویس نے فوراً سے پہلے اپنے چہرے پہ خوف سجایا۔

دیکھی تم لوگوں نے میری پاور دیکھو کیسے ڈرا دیا اس مافیا کو بھی۔"ہیر نے مسکرا" کرانہیں دیکھا۔

"یہ صرف تیرا نہیں بلکہ ہم سب کا کمال ہے۔"زائینہ نے اس کی تصیح کی۔وہ سب آویس کی طرف متوجہ نہیں تھیں۔وہ موقع پاتے ہی یہاں سے بھاگنے کی سوچ رہا

تھا کیونکہ وہ سات تھیں اور یہ اکیلا اس ابھی یہاں سے بھاگ جانا ہی بہتر لگ رہا تھا۔

اس سے پہلے کے وہ بھاگتا روحا کی اس پر نظر پر چکی تھی۔

ارے اپنی چھوڑو اسے پکڑو وہ بھاگ رہا ہے۔" روحا نے ان سب کی توجہ آویس" کی طرف مبذول کرائی۔

وہ سب اس کے پیچھے بھاگی تھیں۔ وہ گودام میں حرام مشروب والی بھوریوں کی دوسری طرف تھا اور یہ اس طرف تھیں۔ یہ اسے پکڑنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ مگر وہ بھوریوں کو پھلانگ کر اس طرف نہیں جاسکتی تھیں۔ ابھی وہاں ایسا ماحول بن چکا تھا کہ کے رہا تھا وہاں پر پکڑن پکڑائی کھیلی جا رہی ہے۔ ابھی آویس بھاگتا ان بھوریوں کی سائیڈ سے نکل آیا تھا۔ تبھی اس کی نظر بے ہوش پڑے گارڈ کی پینٹ میں اڑسی پستول پر پڑی اس نے فوراً سے وہ پستول نکالی تھی۔ وہ ساری گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے سانس لینے میں مصروف تھیں۔ بھاگنے سے ان کا سانس پھول چکا تھا۔

وہ جب اٹھی تو آویس کے ہاتھ میں پستول دیکھ کر ایک لمحے کے لیے ساری اپنی اپنی جگہ پر تھمی تھیں۔

آویس نے پستول کا رخ عنایہ کی طرف کیا تھا۔

"بہت بول رہی تھی نہ تم سب اب کیا ہوا؟ ہو گئی بتی گل؟"

اور خبر دار اگر اب کسی نے ہوشیاری کرنے کی کوشش بھی کی تو یہ اپنی جان سے جائے گی۔" آویس قدم قدم چلتا عنایہ کے قریب آ چکا تھا۔ عنایہ کے قریب آ کر وہ اسے بازو سے تھام کر دروازے کی طرف لیجانے لگا تھا۔ پستول کی ٹھنڈی نال عنایہ کی کنپٹی پر لگ رہی تھی۔ عنایہ کی کمر میں سنسناہٹ سی ہوئی تھی۔ وہ ابھی مرنا نہیں چاہتی تھی دل کانپتا تھا۔

اس سے پہلے کے کوئی کچھ کرتا۔ زیان نے پیچھے سے آ کر گولی چلائی تھی۔ جو آویس کے بازو کو چھو کر گزری تھی۔ آویس کا گولی والا ہاتھ پہلو میں گرا تھا۔ عنایہ اسے

دھکا دیتی بھاگ کر جا کے زیان کے سینے سے لگی تھی۔زیان لوگوں نے پیچھے پولیس اہلکار بھی اندر آئے تھے اور آویس کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔اے ایس پی عمر سکندر زہان کا دوست تھا۔عمر زہان لوگوں کا شکریہ ادا کرتا آویس کو ساتھ لے گیا تھا۔اب ٹریپ ہوئی لڑکیوں کو بچانا پولیس کا کام تھا۔

عنایہ تم ٹھیک ہو نہ ؟"زیان نے اپنے سینے سے لگی عنایہ کے گرد اپنے بازوؤں کا" حصار باندھتے اس سے پوچھا تھا۔

ٹھیک ہوں۔لیکن اگر تم نہ آتے تو پتہ نہیں کیا ہو جاتا؟"وہ کانپ رہی تھی۔" انسان جتنا بھی مضبوط ہو موت کو اتنے سامنے دیکھ کر ڈر ہی جاتا ہے۔پستول کی ٹھنڈی نال جب کنپٹی پہ رکھی جاتی ہے تو کیا محسوس ہوتا ہے۔یہ صرف وہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔جنہوں نے یہ احساس محسوس کیا ہے۔

عالیشہ تم ٹھیک ہو نہ ؟"زہان عالیشہ کے پاس آیا تھا۔"

ہاں میں بلکل ٹھیک ہوں۔"وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔"

ہیر آپ کو کہیں لگی تو نہیں نہ ؟عشان ہیر کو کندھوں سے تھام کر دیکھ رہا تھا۔اور پھر اس نے ہیر کو سینے سے لگا یا تھا۔

میں ٹھیک ہوں۔"ہیر حیران سی اس کے سینے سے لگی بولی تھی۔"

ارحم تو سیدھا بھاگ کر روحا کے پاس پہنچا تھا۔اور روحا ڈرامے باز چوٹ لگنے کا بہانے کرتے اس سے اپنے نخرے اٹھوا رہی تھی۔

دعا تم ٹھیک ہو؟"انس دعا کو دیکھتے فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔"

جی"دعا نے بس اتنا ہی کہا تھا۔"

سحر امید ہے کہ تم ٹھیک ہو گی."عریش سحر کے سامنے کھڑا بول رہا تھا۔"

جی عریش سر میں بلکل ٹھیک ہوں۔"وہ ہلکا سا مسکرائی۔"

زائینہ تو ٹھیک ہے نہ ؟"آیان بھی زائینہ کے پاس کھڑا تھا۔"

ہاں تجھے پتہ ہے وہ ایک گنڈا مجھے مارنے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"زائینہ اب اس کے سامنے بڑی بڑی چھوڑ رہی تھی یہ جانے بغیر کے آیان کو سب پتہ ہے۔اور آیان بھی بہت غور سے اس کی ایک ایک بات سن رہا تھا۔جیسے وہ سب سچ کہہ رہی ہو۔

"نہیں تم میری بات سنو منع کیا تھا نہ تم لوگوں کو کہ کہیں نہیں جانا تو پھر کیوں آئی تم لوگ یہاں؟"زیان اسے سینے سے لگائے ڈانٹ رہا تھا۔

"ہم اپنی مرضی سے نہیں آئے تھے۔بلکہ وہ آویس ہمیں بے ہوش کر کے لایا تھا۔"عنایہ نے ذارا کی ذارا اس کے سینے سے سر اٹھا کر گھور کر دیکھتے کہا اور پھر سے سر اس کے سینے پہ رکھ دیا۔

"ویسے تو تم بڑی ذہین بنتی پھرتی ہوں تو بندہ ایک ٹیکسٹ ہی کر دیتا ہے۔"زیان نے پھر اسے جھاڑا۔باقی سب بھی ان کی طرف متوجہ ہو چکے تھے اور مسکرا کر انہیں دیکھ رہیں تھے۔

"اچھا تو جب وہ مجھے بے ہوش کر رہا تھا تو اسے کہتی کے ٹائم پلیز پہلے میں مسٹر زیان احمد کو ٹیکسٹ کر کے بتا دوں کہ آپ ہمیں اغواہ کر رہے ہیں۔ تو وہ مجھے ٹیکسٹ کرنے دیتا ہے نہ؟" زیان نے سب پھر سر اٹھا کر اسے گھورا اور دوبارہ سے سر اس کے سینے پہ رکھ دیا۔ وہ اس کی حرکت پہ ہکا سا مسکرایا۔

"باتوں میں تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا لیکن ہو پوری پاگل تم اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو سوچا میرا کیا ہوتا؟" وہ ایک دم جزباتی ہوا تھا۔

"کیا؟" اس نے پھر سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"میرا مطلب کے ہم سب کا کیا ہوتا؟" وہ اس کی نظروں سے پزل ہوتے اس کا سر پھر اپنے سینے پر رکھ چکا تھا۔ اور باقی سب اس دفعہ کھول کر مسکرائے تھے۔

"شکر نہیں کرنا کہ مجھے کچھ ہوا نہیں اور ٹھیک ہوں میں۔ ویسے بھی تم نے کچھ ہونے بھی تو نہیں دیا نہ۔" وہ شروع خفا ہوتی آخر پہ مسکرائی تھی۔

"واہ کیا ارے دیکھو یہ ٹوم اینڈ جیری ہگ کرتے کرتے بھی لڑائی کر لیتے ہیں۔ ٹیلنٹ ہے یار۔ آیان کی زبان پہ کھجلی ہوئی تو وہ بولا۔ اور پھر اس کی نظر ہیر اور عشان پر پڑی وہ بھی ہگ کیے کھڑے تھے۔ آیان پھر بولا۔

"کیا یہ ہگز کا سیزن چل رہا ہے؟ تو کوئی ہمیں بھی ہگ کر لو یار۔" اس کی نظریں زائینہ کی طرف تو جو اسے ایسے گھور رہی تھی۔ جیسے ابھی کچا چبھا جائے گی۔

"آیان میرے بھائی تیرا کچھ نہیں ہو سکتا اب۔" انس نے اس نے کندھے پر ہاتھ رکھا تو سب کا قہقہہ گونجا۔ آیان نے منہ بنایا۔

"""چلو اب سب گھر چلو کل عشان اور ہیر کی رخصتی بھی ہے تو بہت کام ہے۔ عریش نے اپنی ربدار آواز میں جیسے علان کیا تھا۔

ہیر اور عشان نے مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

"بھائی صرف ہیر اور عشان کی کیوں؟ ہماری کیوں نہیں؟" زیان عنایہ کا ہاتھ تھام کر بولا۔

تم لوگوں کی بعد میں ہو گی۔" پہلے تو سب اس بات پر حیران ہوئے کو وہ اس رشتے" کو نبھانا چاہتے ہیں۔ لیکن پھر بعد میں مسکرا کر رہ گئے۔

یہ تو غلط ہے نکاح پہلے ہمارے کرواور رخصتی عشان کی۔" زیان نے پھر احتجاج" کیا۔ جس کر کسی نے خاص توجہ نہیں دی تھی۔ عشان تو کھول کر مسکرا رہا تھا۔

تھوڑا صبر کر لے بھائی نکاح ہو گیا ہے نہ رخصتی بھی ہو ہی جائیں گی۔" ارحم نے" اسے چھیڑا۔

بیٹا تجھے اور اس آیان کو تو چھوڑوں گا نہیں میں گھر چلو ذرا تم لوگ۔" زیان نے" انہیں گھورا۔

میں کیوں میں نے کیا کیا ہے؟ میں تو معصوم ہوں۔" آیان فوراً بولا۔"

جتنا رو معصوم ہے نہ سب پتہ ہے مجھے۔" زیان نے پھر اسے گھورا۔ آیان بڑ بڑا کر" رہ گیا۔

تو زہان ہم ہیر اور عشان کی رخصتی کے بعد دوبارہ کمپنی جا سکتے ہیں۔" عالیشہ نے" اس سے دیکھا تھا۔

"جی۔"

تو اب ہم باس اور منیجر بن کے نہیں بلکہ دوست بن کے کام کریں گے۔" عالیشہ" مسکرا کر بولی تھی۔اور اس کی بات پر زہان کے لبوں پر بھی خوبصورت مسکراہٹ بکھری تھی۔

تھینکس سر فار ایوری تھنگ۔" دعا انس کے پاس کھڑی اس کا شکریہ ادا کر رہی" تھی۔

تھینکس کی ضرورت نہیں ہے دعا یہ تو ہمارا فرض تھا۔" انس نے مسکرا کر اسے" دیکھا تھا۔

عریش سر تھینک یو آپ نے ہمارے لئے جو کچھ بھی کیا اس سب کے لئے۔" سحر" عریش کے سامنے کھڑی اسے شکریہ بول رہی تھی۔

نو نیڈاٹ۔" عریش نے بھی ایک نظر اسے دیکھا تھا۔اور پھر جلد ہی نظریں پھیر گیا۔

یار صبح ہیر کی رخصتی ہے اور اتنے کام ہیں کرنے کو۔اس وقت وہ سب اپنے گھر ہال میں بیٹھی تھیں۔عالیشہ، سحر اور دعا ہیر کا سامان بیگ میں رکھ رہیں تھیں۔وہ ایک سائیڈ پر بیٹھی تھیں۔اور دوسری طرف عنایہ،روحا،ہیر اور زائینہ بیٹھی مزے سے باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔

ہاں یار اور مجھے تو ابھی اپنے لئے تھوڑی سی شاپنگ بھی کرنی ہے۔"اب دعا کی" پریشان سی آواز گونجی تھی۔

اتنے سارے کام ہیں اور وقت بہت کم ہیں۔"اب سحر بھی بولی تھی۔"

مہندی وغیرہ جیسا کوئی فنکشن نہیں ہونا تھا۔بس ولیمہ ہی ہونا تھا۔اور عریش نے کہا تھا کہ وہ لوگ سب کروالیں گے لیکن ان لوگوں کو پھر بھی کچھ تیاری تو کرنی ہی تھی۔

میں تھوڑی مدد کروادوں کیا؟"عنایہ ان کی چچک سے تنگ آکر بولی تھی۔"

نہیں!!!"وہ تینوں ایک ساتھ چیخی تھیں۔کیونکہ عنایہ نے کام تھوڑا کرنا تھا اور" نقصان زیادہ۔

اوکے ازیووش!ویسے بھی میں کونسا مدد کروانے ہی لگی تھی تم لوگوں کی۔"عنایہ" ان کی چیخ سن کے کانوں پہ ہاتھ رکھتے بولی تھی۔باقی تینوں ان کی چیخ پر مسکرائی تھیں۔(زائینہ،روحا،ہیر)

توپوچھا کیوں؟"سحر نے اسے گھورا۔"

ٹائم پاس کے لئے۔" وہ بے شرمی سے مسکرائی۔اوراب وہ تینوں اسے ایسے گھور رہیں تھیں جیسے کچا چبا جائے۔(دعا، سحر، عالیشہ) ان کے پاس پہلے ہی ٹائم کم تھااور اس محترمہ کو ٹائم پاس کی پڑی تھی۔

"ہیر یار تو کیا سچ میں ہمیں چھوڑ کر چلی جائیں گی۔؟" زائینہ ہیر سے لپٹی بولی تھی۔

"ظاہر ہے۔" وہ ہلکا سا بولی۔

"اے ہیر تو نہ وہاں جا کر گھبرانا نہیں کیونکہ تیرے پیچھے پیچھے میں اور عنایہ بھی وہی آجائیں گی۔تجھے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔انشاءاللہ۔" روحا ایک دباتے بولی تھی۔

"میں کیوں گھبراؤں گی؟ میں تو شکر ادا کروں گی کہ تم سب سے جان چھوٹی۔" ہیر اپنی مسکراہٹ دباتی بولی۔

"بے وفا، بدتمیز، غدار دوست۔" اب وہ تینوں اسے کمر میں مکے جڑ رہی تھیں۔

(روحا، زائینہ، عنایہ)

"یار یہ لائیٹس ٹھیک سے لگانہ۔"آیان پورے گھر میں لائیٹنگ کروا رہا تھا۔وہ سب بھی شادی کی تیاری کر رہیں تھے۔

"اے عشان جا یار تو کھانے کا سامان دیکھ لیں میں یہ مہمانوں کی تھوڑی سی لسٹ دیکھ لوں ذرا۔"انس صوفے پر بیٹھا مہمانوں کی لسٹ دیکھ رہا تھا۔جب عشان کو موبائل چلاتے ہال میں داخل ہوتے دیکھا۔تو اسے بھی کام سونپ دیا۔

"شادی ہے میری اب مجھ سے بھی کام کرواؤ گے؟"عشان نے منہ بنایا۔

"شادی کرنی ہے تو کام تو کرنا پڑے گا"انس مزے سے بولا۔

عشان منہ بنا کر باہر نکل گیا۔

عریش کارڈز دیکھ رہا تھا۔

زیان،ارحم اور زہان کا کام کارڈ بانٹنا تھا۔سب لوگ شادی کی تیاریوں میں مصروف تھے۔شادی کا فنکشن ایک ہال میں منعقد تھا۔

رات عنایہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی۔ جب اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اسے آواز دے رہا ہو۔ وہ ایک دم اٹھی اور دیکھا زیان اس کے سرہانے بیٹھا اسے ہی اٹھنے کا بول رہا تھا۔

تم آج پھر آ گئے؟ لگتا ہے اب یہ کھڑکی مجھے بند کرنی ہی پڑے گی۔" وہ اٹھتے ہی" بولنا شروع ہو چکی تھی۔

کیوں آئے ہو؟"اس نے اسے گھورا۔

میں تو تمہیں دیکھنے آیا تھا بس۔" زیان نے معصوم شکل بنائی۔"

دیکھ لیا؟"اب نکلو۔ عنایہ ابھی تک اسے گھور رہی تھی۔"

ارے یار ابھی تھوڑی دیر صبر تو کرو۔" عنایہ اسے دھکے دے رہی تھی جس پر وہ" منمنایا۔

نکلو! اس سے پہلے کے سحر اٹھ جائے۔ جاؤ" عنایہ کھڑکی کی طرف اشارہ کرتی" دانت پیس کر بولی۔

وہ کیسے اٹھے گی؟ وہ تو دوسرے کمرے میں ہے نہ؟" زیان حیرت سے بولا۔"

وہ آج میرے پاس سوئی ہے اس لئے نکلو۔" عنایہ بھی تک اسے دھکے دے رہی" تھی۔

ظالم بیوی۔" وہ بڑبڑاتا ہوا کھڑکی پھلانگ گیا۔"

پاگل آدمی۔" وہ کھڑکی بند کرتی ہوئی بڑبڑائی۔"

اس وقت وہ سب لڑکے میرج ہال میں موجود تھے۔ ہال بہت بڑا اور بہت پیارا تھا۔ سامنے سٹیج پر عشان بلیک شیروانی میں ملبوس بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ انہوں نے کچھ ٹیچرز اور سٹوڈنٹس کو انوائیٹ کیا تھا۔ زیادہ مہمان نہیں تھے۔

وہ سب سٹیج پہ عشان کے ساتھ کھڑے باتیں کر رہیں تھے۔

جب انہیں سامنے سے عنایہ اور روحا کے درمیان چلتی ہوئی ہیر نظر آئی۔

اوئے بھابی کو دیکھ۔"عشان کے ساتھ بیٹھے آیان نے اسے کہنی ماری تو اس نے" چونک کر سامنے دیکھا۔

جہاں وہ عنایہ اور روحا کے درمیان چلتی آرہی تھی۔

اس نے گولڈن کلر کی خوبصورت میکسی پہن رکھی تھی۔ جس پر کالے اور سفید گوٹے سے ہلکا ہلکا کام ہوا تھا۔اس کی میکسی کو ایک طرف سے عنایہ اور دوسری طرف سے روحانے پکڑ رکھا تھا۔وہ بہت بھاری محسوس ہو رہی تھی۔ نفاست سے ڈوپٹہ پنز کے ساتھ سیٹ کیا گیا تھا۔کلائیوں میں گولڈن رنگ کی چوڑیاں سجی تھی۔اور کانوں میں گولڈن رنگ کے بندھے۔وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔

عشان تو اس میں ہی کہیں کھو سا گیا تھا۔

بھائی ہوش میں آ۔"ہوش میں تو آیان کی آواز سے آیا۔"

تبھی ہیر لوگ سٹیج تک پہنچ گئے۔ عشان نے فوراً اٹھ کر ہیر کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا۔

اور عشان کے ساتھ ساتھ زیان اور ارحم بھی تھے۔

زیان نے عنایہ کو دیکھا جو پنک کلر کی میکسی میں پنک رنگ کی چوڑیاں اور پنک رنگ کے ہی جھمکے پہن بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

اور ارحم کی نظر روحا پر تھی جو سفید رنگ کی میکسی پہنے سفید رنگ کی چوڑیاں اور سفید رنگ کے ہی جھمکے پہن کر کھڑی تھی۔ وہ سفید رنگ میں بلکل پری لگ رہی تھی۔

عشان کے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھی سٹیج کے دہانے پر آئے تھے۔

عشان درمیان میں تھا۔ اس کے دائیں طرف زیان اور بائیں طرف ارحم تھا۔

جیسے ہی عشان نے ہیر کا ہاتھ تھامنے کے لئے۔ ہتھیلی آگے کی ویسے ہی زیان اور ارحم نے بھی اپنی ہتھیلی آگے کی۔

عنایہ نے گھور کر زیان کو دیکھا تو اس نے مسکراہٹ پیش کی اور جب روحا نے ارحم کو گھورا تو وہ بھی مسکرایا۔

اس طرح ہیر نے مسکرا کر، عنایہ نے گھور کر اور روحا نے منہ بنا کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھوں میں دے دیا وہ سب ایک ساتھ سٹیج پر آئے تھے۔ اور اب زیان عنایہ کا ہاتھ پکڑ کر دائیں طرف سے سائیڈ پر نکل گیا۔ اور ارحم روحا کا ہاتھ پکڑ کر بائیں طرف سائیڈ پر نکل گیا۔ اور عشان اور ہیر سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گئے۔

سب بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔ زائینہ نے آسمانی اور سرمئی رنگ کی میکسی پہنی تھی جو اس پر بہت جچ رہی تھی چوڑیاں اور جھمکے بھی ویسے ہی تھے۔ بال کھولے تھے اور وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

اور ہمارا آیان کب سے اس کے پیچھے پیچھے گوم رہا تھا۔

انس کی نظریں تو دعا پر ٹکی تھی جو لائیٹس سے میک اپ کے ساتھ بلیو رنگ کی فراک میں ملبوس گلے میں ڈوپٹہ ڈالے سامنے کسی لڑکی سے بات کرنے میں مصروف تھی۔

عالیشہ نے بلیک کلر کی شرٹ اور اس کے ساتھ بیک کلر کی پینٹ اور بلیک کر کی ہیل پہن رکھی تھی۔اس کی کلائی پہ چوڑیوں کی جگہ رئیل گھڑی چمک رہی تھی۔بال جو کلر تک آتے تھے وہ کھلے تھے۔اس کا چہرہ کسی بھی میک اپ سے پاک تھا۔بس ڈارک ریڈ لپ اسٹک لگائی تھی۔وہ ایسی ہی تھی۔اور بہت حسین لگ رہی تھی۔وہ زہان نے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔

سحر نے بھی سمپل سی گاجری رنگ کی فراک پہنی تھی۔اور اسی رنگ کی چوڑیاں جو اس کی سفید کلائی پر خوب بج رہی تھی۔وہ بھی کچھ لڑکیوں سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔اور عریش بھائی دور بیٹھے اسے دیکھنے میں مصروف تھے۔

ایسے ہی باتیں کرتے کراتار خصتی کا وقت آچکا تھا۔

ہیر ان سب سے مل کر بہت روئی تھی۔اور وہ ضد کر کے اپنے ساتھ ان سب کو بھی لے گئی تھی۔

گھر آنے تک سب کافی تھک چکے تھے۔اور آتے ہی ہیر کو کمرے میں بھیج دیا گیا تھا۔

ہیر لوگوں کے کمرے کو بہت خوبصورتی اور نفاست سے سجایا گیا تھا۔ہیر نے کمرے میں قدم رکھتے ہی پورے کمرے میں نظر دوہرائی تھی۔کمرے میں داخل ہوتے ہی سامنے بہت بڑا جہازی سائز بیڈ پڑا تھا۔جسے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔بیڈ کے ساتھ بائیں طرف قد آور شیشہ تھا۔جس پر سارا میک اپ کا سامان پہلے سے ہی سجایا گیا تھا۔وہ دیکھ کر ہیر کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔

کمرے میں سرمئی رنگ کا پینٹ ہوا تھا۔اور بیڈ پر بھی سرمئی رنگ کی چادر بچھی تھی۔جس کے وسط میں سرخ پھولوں سے دل بنایا گیا تھا۔

آیان اور زیان گھر کے بڑوں کی طرح ہیر کو کمرے میں چھوڑنے آئے تھے۔ان کے گھر کوئی عورت تو تھی نہیں تو یہ کام انہیں کو کرنا تھا۔ کمرہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

اب وہ بیڈ پر بیٹھ چکی تھی وہ دونوں بھی باہر جا چکے تھے۔

اب وہ سب لڑکے لڑکیاں ساتھ بیٹھے جان بوجھ کر عشان کو باتوں میں لگا رہے تھے۔

"اچھا یار اب جان چھوڑو میری کمرے میں میری نئی نویلی دلہن انتظار کر رہی ہے میرا۔" وہ انہیں گھورتا اٹھا اور کمرے کی طرف بڑھا۔جب عنایہ، زائینہ اور روحا، دعا، سحر اور عالیشہ کی گھوریوں کو نظر انداز کرتے اٹھی اور دروازے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

اب یہ کیا ہے.؟"عشان نے انہیں گھورا۔"

دلہا بھائی کمرے میں جانے کے پیسے دے۔"ان تینوں نے ہتھیلیاں پھیلائیں۔"

"کیا!!اب میں اپنے ہی کمرے میں جانے کے پیسے دوں؟"

جی بلکل آپ کو کیا لگا کہ آپ کی کوئی بہن نہیں تو آپ بچ جائے گے؟ نہیں بلکل" بھی نہیں۔"عنایہ اب اس کی بہن بن چکی تھی۔اور سب اس کے اس انداز پہ حیران ہو رہے تھے۔

اچھا کتنے پیسے چاہئے؟"عشان تنگ آ کر بولا۔"

بھائی ہم چھے ہیں تو اسی حساب سے دے دے۔"روحا زبردستی دعا، سحر اور عالیشہ" کو بھی بیچ میں گھسیٹ لائی تھی۔

بھائی اس حساب سے آپ اپنا والٹ ہی دے دے۔"زائینہ نے آنکھیں ٹپٹپائی۔"

یہ لو ڈرامے بازو پہلے تو کبھی سیدھے منہ سے نام تک نہیں لیا اور آج بھائی بھائی" اب ہٹو سامنے سے۔"عشان نے والٹ نکالا اور عنایہ نے اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔اب وہ والٹ لے کر بھاگ چکی تھی۔

عشان کمرے میں داخل ہوا تو پہلی نظر بیڈ پر بیٹھی اپنی نئی نویلی دلہن پر ڈالی۔وہ مسکراتا ہوا قدم قدم چلتا اس کے پاس آیا۔

اسلام و علیکم "دونوں کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ بات کیسے شروع کی جائے۔اس" نے گلا کھنکھار کر سلام کیا۔اب وہ بیڈ پر اس کے سامنے ایک گھٹنہ موڑے بیٹھ چکا تھا۔

وعلیکم السلام۔"اس نے دھیرے سے کہا۔"

اور پھر کچھ دیر دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔

اس نے اس کے ہاتھ تھامے۔"

سمجھ نہیں آرہا کیسے بات شروع کروں؟تو چلو تمہاری تعریف سے کام چلاتے" ہیں۔"وہ اس کے ہاتھ تھام کر مسکرایا۔ہیر نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔" وہ نسکرائی۔ عشان کی نظریں اس کے ہاتھوں پر تھی۔

"تم نے اپنے ہاتھوں پر مہندی سے میرا نام لکھوایا؟" اس نے ایک نظر ہیر کو دیکھا۔

"خود دیکھ لو۔" ہیر نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

عشان نے اسے کے دونوں ہاتھوں کو دیکھا۔ لیکن اسے اپنا نام نہیں ملا۔

"یار یہ تھوڑا مشکل کام ہے اس کام کے لیے تو ساری رات درکار ہے اس لئے یہ صبح کریں گے۔"

"اور بتاؤ کیسا لگ رہا ہے؟" بہت دیر بعد وہ بولا تھا۔

"اچھا لگ رہا ہے۔"

"اپنی منہ دکھائی کے بارے میں نہیں پوچھو گی؟" اب وہ مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔

ضرور پوچھوں گی۔" منہ دکھائی کے سنتے ہی وہ فوراً عنایہ کی بہن بنی تھی۔ فلحال" کے لئے ساری شرم بلائے تاک رکھے وہ اسے دیکھ رہی تھی۔

منہ دکھائی؟" اس نے اسے یاد دلایا وہ جو مسکرا کر اسے دیکھنے میں مگن تھا۔"

اچھا ایک سیکنڈ." اس نے اپنی شیروانی کی جیب سے ایک ڈبیا نکالی تھی۔"

اس میں کیا ہے۔؟" وہ اشتیاق سے بولی۔"

صبر بیوی۔" وہ مسکرایا۔"

اور پھر ڈبیا کھول کر اس کے سامنے کی۔

واؤ" اس کے لب مسکرائے تھے۔ ڈبیا میں ایک گولڈن رنگ کا نفیس سالاکٹ" تھا۔ اس کے وسط میں دل بنا تھا۔ جو بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

یہ تو بہت پیارا ہے۔" وہ اسے ہاتھ میں تھامے مسکرا رہی تھی۔"

پسند کس کی ہے پھر؟" اس نے مصنوعی کلر جھاڑی۔"

میری پسند کی پسند کی۔"وہ بے دھیانی میں بول چکی تھی۔"

کیا!!"عشان کو نہیں پتہ تھا کہ وہ اسے پہلے سے پسند کرتی تھی۔"

کچھ نہیں۔تم لاکٹ پہناؤ گے نہیں؟"وہ کمال مہارت سے بات بدل چکی تھی۔"

ضرور لیکن اس کے لئے تھوڑا قریب آنا ہو گا۔"وہ شرارتی انداز میں بولا۔ہیر جھینپی۔

اس نے ہیر کو کندھوں سے تھام کر اس کا رخ موڑا۔اور بہت احتیاط سے ڈوپٹے پنز اتار کر بالوں کو آزاد کیا اور پھر بال گردن سے ہٹا کر اس نفیس لاکٹ کو گردن پر سجایا۔

اور اس کے سر پر لب رکھے۔ابھی وہ لب رکھا کر ہٹا ہی تھا کہ اس کی بیڈ سائیڈ پر رکھا الارم بج اٹھا۔اس نے حیرت سے اٹھ کر اس الارم کو بند کیا اور ابھی اس نے ہیر کی طرف قدم بڑھائے تھے کہ دوسری سائیڈ پہ رکھا الارم بج اٹھا۔اس نے

گھور کر الارم کو دیکھا۔اور دوبارہ سے قدم ہیر کی جانب لئے تو پھر کہیں سے الارم کی آواز آئی وہ سخت جھنجھلایا تھا۔ہیر اس کی حالت پہ قہقہہ لگا اٹھی۔

یہ والا الارم اس کی الماری میں موجود تھا۔اس طرح کچھ دیر بعد پورا کمرہ الارم کی آواز سے گونج اٹھا تھا۔ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر کونے میں الارم فٹ کیئے ہوں۔اور وہ سمجھ چکا تھا کہ یہ کس نے کیا ہے۔

یہ سب اس زیان،ارحم اور آیان نے کیا ہے چھوڑوں گا نہیں انہیں میں۔"اس" نے غصے سے دانت پیسے جیسے وہ تینوں دانتوں میں ہی موجود ہوں۔اس کی حالت دیکھ کر پورے کمرے میں الارم کی آواز کے ساتھ ہیر کے قہقہے بھی گونج رہے تھے۔

ویسے آج رات مجھے سکون کی نیند آنے والی ہے۔"زیان بیڈ پر لیٹے چھت کو" گھورتے ارحم اور آیان سے بولا۔زیان،ارحم اور آیان آج آیان کے کمرے میں

ایک ساتھ تھے۔ کیونکہ آج عنایہ لوگ یہاں پر رو کی تھی۔اس لئے وہ سب ساتھ تھے۔

کیوں کیا تم نے پھر سے کوئی کھانٹ کیا ہے۔؟"آیان نے اسے دیکھا۔وہ تینوں" بیڈ پر لیٹے تھے۔در میان میں زیان تھا۔ایک طرف آیان اور دوسری طرف ارحم۔

اس کا اور کام ہی کیا ہے پر اس نے کیا کیا اور وہ بھی ہمارے بغیر کیسے۔؟"اب ارحم" نے بھی اسے دیکھا۔

اب مجھے کھانٹ کرنے کے لئے تم لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔کیونکہ آج مجھے" میرا نیا پارٹنر ان کرائم مل چکا ہے۔"زیان مسکرایا۔

کون۔؟"وہ دونوں اسے گھورتے تقریباً چیخے۔"

تم لوگوں کی بھابھی۔"وہ اسی سکون سے مسکراتے بولا۔"

بہت بڑا غدار ہے تو۔"

ختم شد